

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ / چودھوان اجلاس

مباحثات 2010ء

﴿اجلاس منعقدہ 07 جنوری 2010ء برتاق 20 محرم 1431ھ بروز جمعرات۔﴾

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقفہ سوالات۔	7
3	رخصی کی ورخواستیں۔	15
4	تحکیک ایوان نمبر 1 منجانب شیخ جعفر خاں مندوخیں۔	27

بلوجستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 07 جنوری 2010ء بمناسبت 20 محرم الحرام 1431ھ بروز جمعرات بوقت صبح 11:45 جگر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سید مطع اللہ آغا بلوجستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
 تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يَا أَيُّهَا الْأَنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرِبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ أَلَّذِي خَلَقَكَ فَسَوْكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي آيٍ صُورَةٍ
 مَا شَاءَ رَكَبَكَ ۝ كَلَّا بِلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَفْظَيْنِ ۝ كِرَاماً كَتِيْبَيْنِ ۝ يَعْلَمُونَ
 مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيْمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيْمٍ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

﴿ پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الانفطار آیت نمبر ۶ تا ۱۴ ﴾

ترجمہ: اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہ کیا؟ جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ ہرگز نہیں بلکہ تم تو جزا اوزرا کے دن کو جھلاتے ہو۔ یقیناً تم پر نگہبان عزت والے، لکھنے والے مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہونگے۔ اور یقیناً بد کار لوگ دوزخ میں ہونگے۔ وَمَا عَلِيْنَا إِلَّا بَلَاغٌ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں۔
میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت): پاکستان آف آرڈر جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر صاحب! آج میں اسمبلی کی توجہ ایک ایسی اہم نویعت کی چیز کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں صحافی حضرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں اُمید ہے کہ وہ ہماری آواز کو مرکز تک پہنچائیں گے جناب سپیکر صاحب! میں ایگر لیکھر کا منظر ہوں یہاں ایک پراجیکٹ ہے

Trickle Irrigation High Efficiency System یہ تین چار سال سے یہاں چل رہا تھا اس کے rates اتنے زیادہ تھے جو farmer کے لئے قابل قبول نہیں تھے۔ اس ملک کے چاروں DG's نے مل کے اس کا روایائز پی سی ون submit کیا تھا۔ پلانگ کمیشن نے بجائے کہ وہ بہتر طریقے سے ان کی ریکومنڈیشنز کو سننے انہوں نے کیا کیا بلوجستان کو تین چار گلہ پر تقسیم کر دیا اس پراجیکٹ کو مرکزی گورنمنٹ نے اپنی تحويل میں لے لیا۔ اس میں انہوں نے یوں کیا کہ بارکھان، کوہلو موسیٰ خیل اور ڈیرہ بکٹی کو پنجاب کے حوالے کیا ہے۔ نصیر آباد، جعفر آباد اور جھل مگسی کو سکھر کی تحويل میں دیدیا ہے گوادر، پنجگور، تربت اور سبیلہ کو کراچی کی تحويل میں اور ژوپ کو ڈیرہ غازیخان کی تحويل میں دیدیا ہے جناب پسیکر صاحب! ہم مرکز سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے جس پیکنچ کا انہوں نے اعلان کیا ہے آیا اس کا پہلا تخفہ یہی ہے اس عمل سے ون یونٹ کی بوآری ہے نو آبادیات کی بوآری ہے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں اس دستور کو ہم نہیں مانتے ہیں جس سے بلوجستان کے عوام کے ساتھ زیادتی ہو اس قانون کو ہم نہیں مانتے ہیں جس سے اس سرزی میں کے فرزندوں کے خلاف زیادتی ہو تو یہ کونسا اصول ہے یہ کونسا طریقہ ہے کہ بلوجستان کو پھر وہ ون یونٹ کے طرز پر چلانا چاہتے ہیں اس لئے یہ صرف ہمارا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوجستان کا مسئلہ ہے یہ ان کی تجاویز ہیں جو انہوں نے دیدیں ایکٹ میں یہ رکھی ہوئی ہیں اگر یہ پاس ہوئیں تو بلوجستان کے ساتھ زیادتی ہوگی اس لئے صحافی حضرات اور اس فلور پر بیٹھے ہوئے سب کے سامنے ان کے اس ناروا سلوک کے جذبات جو اس میں تحریر ہیں اس کو میں پھاڑ کے اسمبلی کے سامنے پھینکتا ہوں اور مرکز کی اس پالیسی سے مجھے نفرت ہے۔

جناب ڈپٹی پسیکر: منشہ صاحب! آپ یہ بات کیبینٹ میں لا کیں۔

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرف): پرانگٹ آف آرڈر جناب پسیکر!

جناب ڈپٹی پسیکر: جی۔

وزیر صنعت و حرف: پرانگٹ آف آرڈر۔ جناب پسیکر! یقیناً میر اسد صاحب نے بحیثیت وزیر راعت بلوجستان جو اس پر ذمہ داریاں عائد ہیں صوبے کے حوالے سے انہوں نے ہر احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے جس بات کی نشاندہی کی ہے اس august ہاؤس میں جناب پسیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مرکز ایک جانب تو ہمیں دینے کی بات کرتا ہے اور دوسرا جانب جو دی ہوئی چیزیں ہیں وہ آہستہ آہستہ لینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ تو جناب والا! ہمیں اس بات پر اعتراض

نہیں ہے کہ وہ سنہ کو نہ دے یا اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ سنہ کو دے پنجاب کو دے فریضی کو دے ہم اس کے حق میں ہیں کہ ان کو دے لیکن جناب! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بلوجستان کا شیئر کاٹ کے باقی صوبوں کو دیا جائے۔ لہذا جناب والا! اس ایوان کے توسط سے ہماری مرکزی حکومت سے درخواست ہوگی کہ بلوجستان کے حصے کی کوئی چیز ہم کاٹ کر کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ہم اپنا شیئر کم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اگر مرکز نے باقی صوبوں کو اسی پراجیکٹ میں حصہ دینا ہے تو اپنے وسائل سے اپنے resources سے دے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ معزز منظر صاحب نے بہت اہم نکتے کی نشاندہی کی ہے جس کی ہمیں اور تمام ممبران کو حمایت کرنی چاہیے شکریہ۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): پونٹ آف آرڈر جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ صادق عمرانی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد پھر اس پر بحث ہوگی۔ جی آپ اپنا سوال پکاریں۔ جی آپ بولیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : دیکھیے مجھے بہت افسوس ہے کہ اسد بلوچ نے آئین کی پاسداری نظریہ پاکستان سے وفاداری اور پھر اس فلور پر یہ کہنا کہ میں ایسے دستور اور قانون کو نہیں مانتا ہوں یہ اچھی بات اور اچھی روایات نہیں ہیں آپ نے قانون کی بالادستی پاس داری کی اس فلور پر حلف اٹھایا ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جی ہم نے حلف نہیں اٹھایا ہے تو یہ دروازے کھلے ہیں چلے جائیں۔

وزیر زراعت: 1973ء کے آئین کے تحت صوبائی خود اختاری کے خلاف ایک لفظ جو سننا نہیں چاہتا یہ آئین آپ لوگوں نے بنایا ہے جناب! اس آئین کی پاسداری آپ لوگوں کو کرنا پڑتی ہے یہ کوئی طریقہ ہے کہ ون یونٹ کے طرز عمل پر وہ کر رہے ہیں آپ جتنی بھی مرکز کی وفاداری کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ (مائیک بند۔ شور) [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ بات سنیں اسد بلوچ صاحب! تشریف رکھیں۔

(مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کیئے جائیں۔ آپ تشریف رکھیں شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں صادق عمرانی صاحب! تشریف رکھیں۔ جتنی صاحب! تشریف رکھیں۔

(مائیک بند)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

*بعُم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب پیغمبر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی۔

سینئر وزیر: میں اس فلور پر صادق عمرانی صاحب اور اسد صاحب دونوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے اس کے بعد اس نکتے پر کیونکہ یہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر اگر ہم اس ایوان کے تقدس کو، میں اپنی بات پر آرہا ہوں جناب پیغمبر! اس بلوجستان کے حقوق کے لئے ہم نے بہت شائقی کے ساتھ اپوزیشن کے دوست ہوں حکومت کے ہوں مختلف پارٹیوں کے ہوں لیکن آپ مجھے بتائیں جناب پیغمبر! کہ ابھی این ایف سی کے حوالے سے جو ہمیں اللہ نے ایک کامیابی دی ہے تو وہ اس اتفاق اور شائقی اور اتحاد کی بنیاد پر یہ تو آج سے نہیں بلکہ یہ ایک مسلسل جدوجہد ہو رہی تھی اور اس جدوجہد کی بنیاد پر اپوزیشن میں اگر ہمارا کوئی دوست تھا پارٹی اختلافات ضرور تھے قوموں کے اختلافات ضرور تھے اور ان کی بنیاد پر ہمارے درمیان اندیشہ بھی تھا لیکن اس نکتے پر ہم متفق تھے بلوجستان کے جتنے بھی نمائندے تھے کہ ہمارے بلوجستان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے ہمیں اپنا حق نہیں مل رہا ہے تو مرکز کے پاس جا کے اتفاق و اتحاد کی بنیاد پر اور اب میں گزارش کرتا ہوں اگر اسد صاحب یہاں کوئی بات کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بات ضرور ادھر کرنا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر کوئی اور فورم ہمارے پاس نہیں ہے لیکن اس کی آڑ میں پاکستان کے آئین اور قانون کو چھیڑنا کیونکہ ہم اسی آئین کے تحت ہی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسد صاحب سے میری گزارش ہے کہ آئین پاکستان کی برکت سے اس مملکت خداداد کی برکت سے ہم آج اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ تو اس کے حق کی اگر کسی حکومت نے یا حکمران نے کوئی زیادتی کی ہے کسی ڈیپارٹمنٹ نے زیادتی کی ہے تو اس کو آئین کی طرف لیجانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مناسب عمل نہیں ہے۔ اور وہاں سے صادق عمرانی صاحب اگر اس کی وکالت کرتے ہیں تو مرکزی حکومت ہم تو مرکزی حکومت سے ہم بلوجستان کے فرزند ہیں ہم بلوجستان کے حقوق مانگ رہے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ اب ہم گئے تھے صادق عمرانی صاحب ہمارے ساتھ تھے ہم جا کے گیلانی صاحب کو آغاز حقوق بلوجستان کے حوالے سے جو ہماری میٹنگ تھی ہم نے بے کیک آواز کہہ دیا کہ ہمارے مسئلے کا حل بلوجستان کے مسئلے کا حل وہ صرف صوبائی خود مختاری ہے چار حکوموں دفاع، خارجہ امور، کرنی اور موصلات ان کے علاوہ بلوجستان کو اپاپورا حق دیدیا جائے خود مختاری بھی دیدی جائے۔ نواب اسلم صاحب جس کی قیادت میں ہم مرکز گئے پیپلز پارٹی کے چیف منستر ہیں تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے وہاں

گیلانی صاحب کے سوا تمام مرکزی لوگ تھے تو نواب صاحب نے کہا کہ ہمارا یہی مطالبہ ہے جو مولانا واسع کہتا ہے ہم آج نہ جمعیت کے ہیں نہ پشتونخوا کے ہیں نہ پیپلز پارٹی کے ہیں ہم سب بلوجستانی ہیں اور یہاں مرکز میں بلوجستان کے حقوق مانگنے کے لئے آئے ہیں۔ تو میں گزارش کرتا ہوں کہ حقوق مانگنا حقوق پر بات کرنا وہ بھی شائستگی کے ساتھ۔ اور جس اتفاق کی بنیاد پر ہمیں این ایف سی میں کامیابی حاصل ہوئی۔ آغاز حقوق بلوجستان اگرچہ ہم نے ابھی تک قبول نہیں کیا لیکن کافی پیش رفت یعنی وہ کہتے ہیں کہ آغاز ہے اور ابھی تک منزل تک نہیں پہنچے ہیں اب ہم منزل کی طرف رواد رواد ہیں۔ شاید کچھ قوتوں کے لئے ہمارا یہ اتحاد ناقابل برداشت ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ لڑ لڑ پڑیں۔ لیکن میری دونوں دوستوں سے گزارش یہ ہے کہ ابھی جو کسی نے کوئی غلط زبان یا محترم زرداری کے خلاف یا انہوں نے جو اسد صاحب کے خلاف استعمال کی یا آپ اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے حذف کرادی یہ۔

سینئر وزیر: اور میری گزارش ہے کہ ان دونوں کے درمیان راضی نامہ ہو جائے کیونکہ ہم ایک ایوان کے ایک گھر کے لوگ ہیں اور گھر کے اندر اس طرح کی غلطی فہمی ہوتی رہتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو ابھی ختم کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ظہور کھوسہ صاحب!

سینئر وزیر: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سینئر وزیر: اس بارے میں میری مزید دوسرے دوستوں سے گزارش ہے کہ بس اس معاملے کو اب اسی حال پر چھوڑا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: ہو گیا۔ جی منستر لوکل گورنمنٹ!

جناب عبدالحلاق بشرط دوست (وزیر پرلیمیٹ): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی چیز میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! شاہ صاحب اگر پانچ منٹ کے لئے بیٹھ جائیں۔ مولانا واسع صاحب سے بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی پانچ منٹ کے لئے بیٹھ جائیں۔ شاہ صاحب! اگر آپ پانچ منٹ کے لئے بیٹھ جائیں تو میں بات کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد پیشک آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں یہ اسی بحث پر میں آنا چاہتا ہوں۔ جناب صادق عمرانی صاحب! میں آپ سے

گزارش کرتا ہوں چونکہ آپ پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اور اس ایوان کے نقدس کی ذمہ داری آپ کے سر ہے۔ لہذا آپ کو چاہیے کہ آپ ایسے موقع پر صبر سے کام لیا کریں۔ اور پیپلز پارٹی کے دوسرے اراکین جو حکومتی پارٹی ہے ان ساروں کو چاہیے کہ وہ کم از کم کچھ برداشت سے کام لیں جو حوصلے سے کام لیں صبر سے کام لیں اگر وہ صبر سے کام نہیں لیں گے تو یہ ایوان اس طرح نہیں چلے گا۔ لہذا میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو حل کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنا سوال نمبر پاکریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سوال نمبر 125۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منظر ریونیو!

میر ظہور حسین خان کھوسہ: اس کو defer کیا جائے۔

وزیر بلدیات: منظر باہر چلے گئے ہیں پانچ منٹ میں آجائیں گے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: میر اس کے اوپر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے آپ اس کو آگے چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر آغا عرفان کریم صاحب! اپنا سوال نمبر پاکریں۔

آغا عرفان کریم: سوال نمبر 152۔

152☆ آغا عرفان کریم:

کیا وزیر مال از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

2001ء تا 2009ء کے دوران کوئی تحصیل کے سٹی و صدر میں کل کس قدر سرکاری اراضی کن کن افراد کو فروخت کی گئی نیز مشتری پلاٹ، نشاندہی پلاٹ، قیمت فروخت، رقبہ، ادا شدہ رقم اور وصول شدہ رقم ٹیکس کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر مال:

2001ء تا 2009ء کے دوران کوئی تحصیل سٹی و صدر میں کل چھ افراد کو سرکاری زمین لیز پر دی گئی ہے۔ جن کے ناموں کی تفصیل نیز نشاندہی پلاٹ، قیمت فروخت، رقبہ، ادا شدہ اور وصول شدہ ٹیکس کی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

آغا عرفان کریم: جناب! منظر صاحب آجائیں چونکہ میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں

جو انہوں نے دیا ہے تاکہ میں ان سے اس پر بات کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے آغا صاحب! جی میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنا اگلا سوال نمبر پکاریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سوال نمبر 126۔ فلسفہ موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سوال نمبر 127۔

127☆ میر ظہور حسین خان کھوسہ:

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ اللہ یار میں نکاسی آب کا ناقص اور ادھورا کام ہونے کی وجہ سے نیشنل بینک نیشنل بینک سٹرائنگ روم اور پاسکو کے گوداموں میں سیورتھ کا پانی داخل ہو چکا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ بالا جگہوں سے سورتھ کے پانی کی نکاسی کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے تفصیل دی جائے۔ اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے؟

وزیر بلدیات:

اس ضمن میں تحریر ہے کہ تحصیل میونپل آفیسر جھٹ پٹ سے روپرٹ طلب کی گئی ہے جس نے اس امر کی

نشاندہی کی ہے کہ بلوچستان ڈیوپلمنٹ اتحاری نے ڈیرہ اللہ یار میں نکاسی آب کا منصوبہ سال 2005ء

میں شروع کیا تھا جو کہ ابھی تک نامکمل ہے اور زیر تعمیر نامی سے نکلنے والے گندے پانی نے رہائش علاقوں

کے ساتھ ساتھ نیشنل بینک نیشنل بینک سٹرائنگ روم اور پاسکو کے گوداموں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔

تحقیل میونپل ایڈمنیسٹریشن جھٹ پٹ کے عملہ نے ہنگامی بنیادوں پر اس پانی کو کالنے کے اقدامات کئے

ہیں۔ اس بارے میں تحصیل میونپل ایڈمنیسٹریشن میں شکایات موصول ہو رہی ہیں جن کے ازالہ کے لیے

بلوچستان ڈیوپلمنٹ اتحاری سے رابطہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن تا حال کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ تحقیل میونپل

آفیسر جھٹ پٹ کے مراسلہ کی کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اندریں بارہ بلوچستان ڈیوپلمنٹ اتحاری سے بھی روپرٹ طلب کی گئی۔ پہلی روپرٹ کی کاپی ایوان کی

میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میں مطلع کیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کی منظوری سے سال 2005ء میں تنخینہ

لاگت 234.319 میلین روپے سے ڈیرہ اللہ یار میں نکاسی آب کا منصوبہ منظور ہوا تھا۔ جس میں سے

100.00 میلین روپے مذکورہ منصوبہ پر کام شروع کرنے کے لیے وفاقی حکومت نے بلوچستان

ڈیوپمنٹ اخواری کو فراہم کر دیئے تھے جو کہ اس سکیم پر خرچ کئے جا چکے ہیں تاہم حالیہ رپورٹ موصول شدہ بذریعہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان میں بی۔ڈی۔ اے نے مطلع کیا ہے کہ تعمیر نالیاں برائے ڈیرہ اللہ یار، ڈیرہ مراد جمالی اور اُستہ محمد کا ترمیم شدہ تخمینہ لگت 670.623 ملین روپے ہے۔ جس میں سے ابتدائی طور پر 300.00 ملین روپے وفاقی حکومت نے اسکیم پر کام شروع کرنے کے لیے فراہم کر دیئے تھے جو کہ عرصہ دراز سے اس اسکیم پر خرچ ہو چکے ہیں۔ کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس وقت اسکیم پر مزید کام فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اور ٹکیڈار اپنے تقاضا جات کی ادائیگی تک اس اسکیم پر مزید کام کرنے سے انکاری ہے۔ بلوچستان ڈیوپمنٹ اخواری بار بار اس اسکیم کو مکمل کرنے کے لئے فنڈز کے اجراء کیلئے وفاقی صوبائی حکومت سے درخواستیں کی ہیں جو کہ رایگان گئی ہیں۔ حال ہی میں اخواری نے صوبائی حکومت سے درخواست کی ہے کہ اس اسکیم کو ”پلک سیکٹر ڈیوپمنٹ پروگرام 10-2009ء“ میں شامل کیا جائے یا پھر اس معاملہ کو وفاقی حکومت کے پاس اس سفارش کے ساتھ بھیجا جائے کہ وہ اسے ”وفاقی پلک سیکٹر ڈیوپمنٹ پروگرام 10-2009ء“ میں شامل کم اہمیت کی حامل اسکیموں کی جگہ شامل کر لے۔

بلوچستان ڈیوپمنٹ اخواری نے واضح کیا ہے کہ تحصیل میونیپل آفیسر جھٹ پٹ کی رپورٹ درست نہیں ہے کیونکہ اخواری کا سائبٹ انجینئر باقاعدگی سے لوگوں کی شکایات سن رہا ہے اور نالیوں سے بہنے والے گندے پانی کو ٹھکانے لگانے کیلئے انتظامات کر رہا ہے بلوچستان ڈیوپمنٹ اخواری کے مراسلہ کی کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جبیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں تحریر کیا جا چکا ہے، تحصیل میونیپل ایڈمنیسٹریشن جھٹ پٹ کا عملہ ہنگامی بنیادوں پر اس پانی کو نکالنے کیلئے اقدامات کر رہا ہے۔ نیز یہ کہ بلوچستان ڈیوپمنٹ اخواری نے بھی واضح کیا ہے کہ اس کا سائبٹ انجینئر باقاعدگی سے لوگوں کی شکایات سن رہا ہے اور نالیوں سے بہنے والے گندے پانی کو ٹھکانے لگانے کیلئے انتظامات کر رہا ہے۔ تاہم یہ درست ہے کہ گندہ پانی نالے سے بہہ کر نشاندہی کی گئی جگہوں رعمارات کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ صوبائی اسمبلی اس سلسلے میں ایک قرارداد کے ذریعے اگر وفاقی حکومت سے گزارش مطالبہ کرے کہ اس اہم منصوبے کو مکمل کرنے کے لیے بقايا فنڈز فراہم کئے جائیں تو عوامی بھلائی کے اس نامکمل منصوبے کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری: جی کوئی ضمنی سوال ہے؟

میر ظہور حسین خان گھوسم: جناب سپیکر صاحب! اس میں میر اخمنی سوال یہ ہے کہ 2005ء میں سیبورٹج سسٹم نکاسی آب کے بندوبست کرنے کے لئے دس کروڑ روپے ڈیرہ اللہ یار کے لئے، دس کروڑ روپے ڈیرہ مراد کے لئے اور دس کروڑ روپے اوتھے محمد کے لئے منظور ہوئے تھے۔ لیکن بی ڈی اے نے اُس وقت کے افسران نے اور بی ڈی اے کے محکمے نے کرپشن کی اور دس کروڑ روپے ایک پچاس ہزار کی آبادی کے لئے بہت کافی تھا وہ سیبورٹج سسٹم آسانی سے اس کو باہر لیجا یا جاسکتا تھا لیکن انہوں نے غبن کیا اور وہ دس کروڑ روپے کا کام وہیں پر رہ گیا ہے۔ اور شہر کے گھروں کے اندر پانی آگیا ہے اور دفتروں کے اندر پانی آگیا ہے۔ نیشنل بینک اور جو گودام ہیں وہاں پر ان کے اندر سیبورٹج کا پانی آگیا ہے۔ انہوں نے گلیوں کے اندر دوفٹ چھوڑی اور تین فٹ گہری نالیاں کھو دی ہیں ان کو شہر کے اندر بناء کے چھوڑ دیا ہے آگے اس کی نکاسی کا کوئی سسٹم ہے نہیں۔ اس جواب کے اندر محکمہ بلدیات ٹی ایم او، بی ڈی اے پر الزام لگاتا ہے اور بی ڈی اے محکمہ بلدیات کے اوپر الزام لگاتی ہے۔ لیکن اس پانی کو نکالنے کے لئے کوئی بندوبست، بلدیات منسٹر یا بی ڈی اے منتشر جواب دیں کہ اس کا کوئی بندوبست ہو سکتا ہے تاکہ اس شہر کو پچایا جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منتشر لوکل گورنمنٹ!

جناب عبدالحالق بشدوبست (وزیر بلدیات): جناب سپیکر صاحب! معزز رکن نے جو سوال اٹھایا ہے اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ڈیرہ اللہ یار میں نکاسی آب کا جو ناکس اور ادھورا کام ہوا ہے اس کی وجہ سے نیشنل بینک، نیشنل سٹرائنگ روم اور پاسکو کے گوداموں میں سیبورٹج کا پانی داخل ہو چکا ہے۔ ہمیں بھی یہ اطلاع ملی ہے کہ واقعی اس طرح ہو چکا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کام بی ڈی اے کر رہی ہے لہذا اس کے لئے بی ڈی اے ذمہ دار ہے کہ وہ اس کا جواب دے۔ جبکہ ہم نے بی ڈی اے کو خط بھی لکھا ہے اور وہ خطوط اس میں لگے ہوئے ہیں جناب! معزز رکن ان کو پڑھ کر اپنا تسلی کر لیں۔ اور یہ کام جناب! میر ظفر اللہ جمالی کے دور میں ہوا اور اس کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے تھے۔ جب انہوں نے استغفاری دیا تو اس کے بعد وہ فنڈز واپس اُن لوگوں نے روک دیئے۔ لہذا اس تمام فورم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک قرارداد کی صورت میں مرکزی حکومت سے مطالبہ کریں کہ اُن کے اس بڑے منصوبے پر مزید آگے کام چلانے کے لئے مزید فنڈز فراہم کرے تاکہ اس کام کو آگے بڑھایا جائے اور یہ کام جس پر بہت کثیر رقم خرچ ہوئی ہے یہ رقم بھی فتح جائے اور مزید بھی اس کام میں آگے پیش رفت ہو سکے۔

میر ظہور حسین خان کھوسمہ: میں وزیر بلدیات کے اس سوال پر اُس کی حمایت کرتا ہوں کہ وہ اس کو قرارداد کی صورت میں لا کیں۔ اور وفاقی پیک سیکٹر ڈپلپمنٹ پروگرام 10-2009ء یا پھر پروانشل پیک سیکٹر ڈپلپمنٹ پروگرام میں اس کو شامل کریں۔ تاکہ یہ سیور تج کا پانی ڈیرہ اللہ یار سے باہر نکلا جائے۔ اس کو قرارداد کی صورت میں لایا جائے اور مرکزی حکومت کو بھی اور صوبائی حکومت کو بھی۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات: جناب! معزز رکن سے میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ کام چونکہ ملکہ بلدیات کے پاس انجینئر اور ٹیکنیشنر سب کچھ موجود ہے۔ وہ بجائے بی ڈی اے کے اچھا کام کرنے کے لئے بلدیات کے حوالے کریں تاکہ یہ کام آگے بڑھ سکے۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری: جی میر ظہور حسین کھوسمہ صاحب واپس اپنا سوال نمبر 125 پکاریں۔

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرفت): جناب سیکریٹری!

جناب ڈپٹی سیکریٹری: جی احسان شاہ صاحب!

وزیر صنعت و حرفت: شکریہ جناب سیکریٹری! میں یہ جسارت کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ اب سے ذرا تھوڑی دیر پہلے دوستوں کے مابین سمجھنے میں کوئی اختلافات ہو گئے تھے کچھ باتیں ہو گئی تھیں وہ الحمد للہ تمام دوستوں کی اور خاص طور پر تمام ممبران کی اور مولانا عبدالواسع صاحب کی قائدانہ صلاحیتوں سے اور ان کی سمجھداری کی وجہ سے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ ویسے بھی ہم تمام دوست بھائی ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ تو میں جناب! آپ کے توسط سے ایک request کرنا چاہتا ہوں تمام اخبار اور تمام ٹی وی چینلز والوں سے کہ اُس دوران جتنی باتیں ہوئی ہیں، جو باتیں آپ نے اسمبلی کی کارروائی سے حذف کی ہیں مہربانی کر کے ان باتوں کو اخبارات اور ٹی وی پرنیس آنا چاہیے تو یہ ان سے گزارش ہے آپ ان کو اپنی رولنگ دیدیں اور اس پر میڈیا والوں کو پابند کریں، شکریہ جناب سیکریٹری!

جناب ڈپٹی سیکریٹری: میڈیا والوں سے میری گزارش ہے کہ ان باتوں کو اخبارات اور ٹی وی چینلز پرنیں لانا چاہیے کیونکہ میں نے اس دوران یہ ساری باتیں کارروائی سے حذف کی ہیں۔ وقفہ سوالات شروع ہے۔

جی میر ظہور حسین کھوسمہ صاحب!

میر ظہور حسین خان کھوسمہ: جناب! میں اسکی حمایت کرتا ہوں کہ اس کو قرارداد کی صورت دی جائے کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری: چونکہ اُس وقت ریونیون منظر اسمبلی میں موجود نہیں تھے آپ کا جو سوال نمبر 125 ہے

آپ اپنا سوال نمبر پاکریں میر ظہور کھوہ صاحب!

میر ظہور حسین خان کھوہ: پی ایس ڈی پی میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت یا یہاں سے یا وہاں سے۔ جناب! سوال نمبر 125۔

125☆ میر ظہور حسین خان کھوہ:

کیا وزیر مال ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ اللہ یار میں واقع روینو آفیسر مال کا بگلہ نکاسی آب نہ ہونے کی وجہ سے زمین دوز ہو چکا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت نے مذکورہ بگلہ کی نکاسی آب کا کوئی بندوبست کیا ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر مال:

یہ درست نہیں ہے کہ روینو آفیسر مال کا بگلہ نکاسی آب نہ ہونے کی وجہ سے زمین دوز ہوا ہے۔ بلکہ سال 2008ء میں طوفانی بارشوں کی وجہ سے زمین دوز ہوا ہے۔ کیونکہ مذکورہ بگلہ قیام پاکستان سے قبل تعمیر شدہ ہے۔ جو کہ کچے اینٹوں اور گارے سے تعمیر کیا گیا ہے اور کچھ عرصہ سے بگلہ مندوش حالت میں تھا۔ گزشتہ بارشوں کی وجہ سے منہدم ہوا ہے۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمیمی؟

میر ظہور حسین خان کھوہ: جناب! میں منستر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں اس سوال کا جواب انہوں نے جواب دیا ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کوئی ضمیمی سوال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آغا عرفان صاحب! اب آپ اپنا سوال نمبر پاکریں۔

آغا عرفان کریم: سوال نمبر 152۔

152☆ آغا عرفان کریم:

کیا وزیر مال ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

2001ء تا 2009ء کے دوران کوئی تحریکیں کے سئی و صدر میں کل کس قدر سرکاری اراضی کیں کن افراد کو فروخت کی گئی نیز مشتری پلاٹ، نشاندہی پلاٹ، تیمت فروخت، رقبہ، اداشہ رقم اور وصول شدہ رقم ویکس

کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر مال:

2001ء تا 2009ء کے دوران کوئی تفصیل سٹی و صدر میں کل چھ افراد کو سرکاری زمین لیز پر دی گئی ہے۔
جن کے ناموں کی تفصیل نیز نشاندہی پلاٹ، قیمت فروخت، رقبہ، ادا شدہ اور وصول شدہ ٹکس کی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر مال: جواب پڑھا ہوا التصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آغا عرفان صاحب!

آغا عرفان کریم: مہربانی بہت شکریہ۔ محترم! میں منظر صاحب کے اس جواب سے ایک حد تک بالکل مطمئن ہوں لیکن جو سوال میں نے کیا ہے جس طرح انہوں نے complete جواب دیا ہے۔ آج جو معزز ایوان میں یہ سوال پیش ہو رہا تھا یہ بہت اہمیت کا سوال ہے اس میں ہمارے پورے ایریا ز کے لوگوں کے بندوبست کا معاملہ ہے۔ ایئر پورٹ سے سریاب روڈ کے آخر تک ہمارے لوگوں کی زمینیں ہتھیا لی گئی ہیں۔ گورنمنٹ نے ان زمینیوں کو جس مقصد کے لیے ہتھیا لیا تھا وہ مقصد پورا نہیں ہوا اور ان کو بعد میں کیوڑی اے اور اسکے حوالے سے مختلف لوگوں کو دی گئیں۔ تو جناب! جہاں تک ٹکس اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے انکم کا تو انہوں نے ذکر یہاں پر کیا ہے لیکن ٹکس جو گورنمنٹ کے لیے جمع ہوا ہے اس کا بالکل کوئی ذکر نہیں ہے کہ گورنمنٹ کے لیے کتنا ٹکس جمع ہوا ہے۔ اور جناب! ایک اور عرض کروں میں معزز منظر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ زمینیں گورنمنٹ کی کیسی ہو گئیں؟ یہ تو عوام کی تھیں ہمارے سادات کی تھیں ہمارے لوگوں کی تھیں۔ ان کو کس طرح گورنمنٹ کے لیے مجھے اتنا تعلم ہے کہ ایڈمنسٹریٹو نے ایک حوالے سے ان کو تبدیل کیا اس طرح لوگوں کی زمینیں کو ہتھیا لیا جاتا ہے اور ان کو پہلے ایک ایگر لیکچر یونیورسٹی کے نام سے اس کے بعد بارہ سو ایکٹر کو چھ سو یا پانچ سو پچاس ایکٹر کر کے کیوڑی اے کو دیا جاتا ہے۔ تو اس طرح سراہمارے غریب لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ جناب! ایک تو اس میں ٹکسیوں کا کوئی ذکر نہیں ہے اور یہ وضاحت کی جائے کہ ہماری غریبوں کی یہ جائیداد کس طرح گورنمنٹ کے حصے میں چلی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منظر ریونیو!

وزیر مال: مہربانی جناب سپیکر! میرے دوست نے جو سوال کیا تھا اُس میں 2001ء تا 2009ء کے

دوران کوئٹہ تھکیل سٹی صدر کے لیے جو سرکاری اراضی کی انہوں نے بات کی کہ الامنٹ کس طرح ہوئی ہے؟ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہم نے یہاں پر تفصیل دی ہوئی ہے کہ 6 بندوں کو جو الامنٹ ہوئی ہے ان میں جو tax total fee collection ہوا ہے وہ 6 لاکھ 58 ہزار 5 سو 74 روپے ہیں۔ اور اس میں کچھ نام تھے جنہوں نے جمع نہیں کیا ہے جن کو الٹ ہوئی ہے یہ سرکاری زمین الٹ ہوئی ہے ہم لوگوں کی زمین کسی کو الٹ نہیں کر سکتے ہیں نہ یہ اختیار کسی کو ہے۔ اور یہ زمین بھی 2005ء میں ہماری گورنمنٹ سے پہلے الٹ ہوئی ہے۔ اور وہ بھی چیف منٹر کی فائل approval کے بعد کیونکہ کمپنی کا چیئر مین وہی ہوتا ہے۔ اور چیف منٹر نے یہ پانچ کیسز کیے ہوئے ہیں۔ ہمارے نالج میں تو نہیں ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے کوئی اور کیس کوئی اور الامنٹ نہیں کی ہوئی ہے ان 6 کے سوا۔ باقی اگر کیوڑی اے نے کی ہے تو پھر وہ کیوڑی اے سے ۔۔۔۔۔ میرے معزز دوست کو اگر کوئی اور ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کریں میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سیکر: جی آغا عرفان!

آغا عرفان کریم: محترم! یہ اس طرح ہے کہ یہاں پر منٹر صاحب نے جو دوسرا لوں کے جواب دیئے ہیں ان کی مندرجات ہیں موضع میاں شادیزئی سادات ہے ہزار گنجی میں اور تیسرا سادات تھکیل وہ بھی ہزار گنجی کے ہے تو جناب! میں اپنے منٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کی کب ہوئی یہ تو لوگوں کی زمین تھی۔

جناب ڈپٹی سیکر: جی منٹر ریونبو!

وزیر ماں: جناب سیکر صاحب! یہ جو square feet 2250 جو کوئٹہ ہزار گنجی میں ہوئی ہیں اور کچھ یہاں پر نالے میں ہوئی ہے ہم اُن کو رکارڈ کھائیں گے۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو next ضمنی کیوچن میں اُن کوڈیل بھی بتائیں گے کہ یہ سرکاری زمین ہے یا پرائیویٹ۔

جناب ڈپٹی سیکر: صحیح ہے صحیح ہے۔

آغا عرفان کریم: جناب! یہ بہت اہمیت کا سوال ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جناب! اس کو پورے معزز ایوان میں لایا جائے یہ چیز کی بات نہیں ہے یہ ہزاروں ایکٹر کی بات ہے۔ اس میں میں نے عرض کیا کہ اسی پورٹ سے ہزار گنجی تک زمینوں کو ہتھیا لیا گیا ہے جن تین موضع جات کا یہاں پر ذکر ہے یہ لوگوں کی زمین تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آغا عرفان صاحب! آپ نظر کے پاس جائیں۔ وہ تمام ریکارڈ آپ کو دکھائیں گے۔ انشاء اللہ آپ کو مطمئن کریں گے۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز صاحب وزیر نے ملک سے باہر ذاتی دورے کی وجہ سے ابتداء سے تا اختتام تمام اجلاسوں کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار شناع اللہ زہری صاحب وزیر نے کوئی سے باہر ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار یار محمد رند صاحب مجرم اسمبلی اپنے حلقوں کے دورے پر ہیں مجرم موصوف نے تا اختتام اجلاس رخصت کی درخواست دی ہے۔

مسز غزال گولہ صاحبہ وزیر نے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر محمد عاصم کر د صاحب وزیر نے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

ڈاکٹر فوزیہ مری صاحبہ نے اسلام آباد جانے کی وجہ سے 7 اور 9 جنوری 2010ء کے اجلاسوں کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

مسز پروین مگسی صاحبہ وزیر حمل مگسی گئی ہوئی ہیں محترمہ نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر امان اللہ نوتیزی صاحب وزیر نے دالیندین جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

مسٹر جے پرکاش صاحب کوئی سے باہر ہیں انہوں نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر حمل گھمٹی صاحب وزیر نے کراچی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا تمام رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصتیں منظور ہوئیں)

جناب ڈپٹی سیکرٹری: جی پیر صاحب!

پیر عبدالقدار گیلانی: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - جناب ڈپٹی سیکرٹری صاحب! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ question hour کے دوران آپ نے تمام ساتھیوں کو جو سرکاری بچوں سے ہیں بولنے کا حق دیا۔ جب اپوزیشن کی باری آئی تو اُس وقت آپ نے کہا کہ وقفہ سوالات ہے۔ یا تو تمام ساتھیوں کو بولنے کی اجازت دی جائے یا پھر وقفہ سوالات کو اتنا strictly implement کیا جائے کہ اُس دوران میں کچھ بولانہیں جائے۔ اب جو ایک ناخوشگوار واقعہ ہوا اور اس سے پہلے جو بات ہو رہی تھی میں اس کی طرف جاتا ہوں۔ جناب! اسد بلوج صاحب نے جس پوائنٹ کو raise کیا ہے میں اسکی سو فیصد حمایت کرتا ہوں۔ اپنی طرف سے میں بھی وفاقی حکومت کو اور کسی بھی صوبے کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان کا حصہ ہیں پاکستان ہماری شناخت ہے اور پاکستان ہمارا بارڈر ہے۔ لیکن بلوچستان اس کی تائید کرتا ہے اور اس میں چاہے وہ وزارت داخلہ کے حوالے سے ہو چاہے وہ کراچی کے رینجرز کے حوالے سے ہو ہمارے علاقوں میں گھس کر بغیر صوبائی حکومت کے assistance کے کارروائیاں کی جائیں، چاہے اُس میں کراچی پولیس کی کارروائیاں ہمارے جیکب آباد کے علاقے سے آ کر ہمارے علاقوں کے اندر کی جائیں، جس طرح ہم دوسرے صوبوں کی باونڈریز اور بارڈرز کا خیال رکھتے ہیں بغیر انہیں اطلاع دیئے ہم کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اُسی طرح انہیں بھی ہمارے بارڈرز کا احترام کرنا چاہیں۔ دوسری بات آج پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ کی رولنگ اس بات پر درکار ہے کہ ہماری اسمبلی مکمل نہیں ہے۔ لیڈر آف اپوزیشن کا انتخاب ابھی تک نہیں ہوا ہے، نہ اُس کا نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے نہ کمیٹیز قائم کی گئی ہیں۔ اب پانچ چھ مہینے میں ہماری اس اسمبلی کے ٹرم کا آدھا وقت گزر جائے گا تو یہ نام معاملات کو ذرا آپ اس کے اوپر اپنی رولنگ دیں کہ لیڈر آف اپوزیشن کو آخر declare کیوں نہیں کیا جا رہا۔ یار محمد رند صاحب وہ اپوزیشن میں ممبر موجود ہیں، ٹھیک ہے وہ نہیں آتے تھے انہوں نے نہیں کیا، اُس کے بعد میں اپوزیشن کے

اندر جس دن سے آیا ہوں اُس دن سے باقاعدہ میں نے پیکر صاحب کے نوٹس میں بھی لایا کہ مجھے لیڈر آف اپوزیشن declare کیا جائے اور یار محمد رند صاحب نے کہا کہ میں اُس کی تائید کرتا ہوں۔ اس کے بعد اب تو بختیار خان ڈوکی صاحب بھی اپوزیشن میں آگئے ہیں اور نظر رہا ہے کہ کافی اور لوگ بھی اپوزیشن میں آئیں گے۔ تو لیڈر آف اپوزیشن کو آپ declare کریں اس پر آپ کی رولنگ درکار ہے کہ آپ پیکر ہیں اس وقت آپ پیکر کی کرسی پر بیٹھے ہیں آپ اس پر رولنگ دیں اور یہ بتائیں کہ آخر یہ کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟ اس میں کیا مشکل ہے؟ کوئی ہمارا انٹریا افغانستان سے معاملہ طے ہو گا اس معاملے میں یا کسی اور صوبے سے کوئی مسئلہ آ رہا ہے یا این الیف سی ایوارڈ میں ڈال دیتے شاید یہ مسئلہ حل ہو جاتا۔ تو اس کے اوپر برائے مہربانی آپ رولنگ دیں اور اس معاملے کے بارے میں بتایا جائے کہ کتنے دن میں کمیٹیز آخڑاڑھائی سال سے نہ استحقاق کی کمیٹی بنی ہے نہ کوئی اور کمیٹی بنی ہے نہ پلک اکاؤنٹس کمیٹی کوئی چیز نہیں بنی ہے تو اسکے اوپر آپ توجہ دیں اور اس کے اوپر آپ مہربانی کر کے اپنی رولنگ دیں۔ شکریہ۔

آغا عرفان کریم: پونٹ آف آرڈر جناب پیکر!

جناب ڈپٹی پیکر: جی آغا صاحب!

آغا عرفان کریم: جناب پیکر صاحب! میں جناب پیر صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں اور میں بھی ایک بات کرنا چاہ رہا تھا کہ جناب! ہماری اسٹینڈنگ کمیٹیز آج تک 18 مہینے ہوئے ہیں اور اتنا ایک اس پر کوشش کریں یہ ایسا نہ ہو کہ کچھی حکومت کی طرح ہم بھی ایک مثال بن جائیں کہ حکومت ختم ہو گئی اور اسٹینڈنگ کمیٹیز نہ بن سکیں جناب! اسٹینڈنگ کمیٹیز اس طرح ہوتی ہیں کہ آپ ایک کمرہ بناتے ہیں اس کی چھت نہیں بنائیں یا ایک امتحان دیں اس کا نتیجہ نہ نکلے تو اس وقت اسمبلی میں جو کارروائی ہو رہی ہے یہ سب بے معنی ہیں جب تک ہماری اسٹینڈنگ کمیٹیز نہیں بنتیں۔ تو جناب پیکر! ہم آپ سے یہ کہا کرتے ہیں کہ اس پر آپ زیادہ توجہ دیں تاکہ ہماری اسٹینڈنگ کمیٹیز جلدی بن سکیں۔ شکریہ۔

محترمہ نسرین حمّن کھیتان (صوبائی وزیر): جناب پیکر! پونٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی پیکر: سارے کھڑے ہو گئے ایک بات کریں جی محترمہ آپ!

محترمہ نسرین حمّن کھیتان (صوبائی وزیر): جناب پیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ جیسے اسد صاحب نے

کہا اور اس میں ہم ان کے ساتھ ہیں اور جیسے پیر صاحب نے کہا کہ دوسرے علاقوں کے سندھ کے لوگ ہمارے علاقے میں آ کر بغیر اجازت کے کارروائی نہ کریں۔ اسی حوالے سے میں بھی ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے علاقے میں جیسے وفاقی وزیر داخلہ صاحب نے کہا کہ پورے بلوجستان میں ایف سی کی ساری چیک پوسٹیں ہٹا دی گئی ہیں لیکن ہمارے ساتھ ایک سوتیل ماں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے کہ اس میں بہریک، نارکوٹ، بیکب موڑ، رکھنی اور کنگری یہاں سے انہوں نے ایف سی کی چیک پوسٹیں نہیں ہٹائیں۔ میں آپ کے توسط سے صدر صاحب سے یہ request کرتی ہوں کہ ہماری یہ چیک پوسٹیں ہٹا دی جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہنواز خان مری صاحب! صحیح ہے مولوی سرور صاحب!
مولوی محمد سرور موسیٰ خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): جناب! میر صاحب میرا بڑوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی میر صاحب!
میر شاہنواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب! یہ حقیقت ہے کہ یہ جو چار چیک پوسٹیں ہیں جیسے بی بی نے کہا کہ پانچ ہیں ان کو بھی تک نہیں ہٹایا گیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ جیسے کہ وعدہ کیا گیا تھا اور اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ان چیک پوسٹوں کو بھی ہٹایا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ میر اسد نے جو بھی بات کی ہے ہم سو فیصد اس کی تائید کرتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے ہیں کہ بلوجستان کو تقسیم کر کے پھر وون یونٹ بنایا جائے آدھا حصہ سکھر کو دیا جائے آدھا جیکب آباد کو دیا جائے آدھا ڈیرہ اسماعیل خان کو دیا جائے۔ اور کمیٹیوں کے بارے میں پیر صاحب نے جو فرمایا تو اس کا بھی میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کمیٹیاں جلدی بنائی جائیں اس کے بغیر اسمبلی جو کام کر رہی ہے یہ ادھورا رہ جائے گا۔

Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مولوی سرور صاحب!

وزیر محنت و افرادی قوت: شکریہ جناب سپیکر میں چونکہ اسمبلی کے پہلے والے اجلاس میں شریک نہیں تھا اس لیے میں محترم طاہر محمود صاحب کو پہلے اسمبلی کے ممبر اور بعد میں وزارت لینے کی خوشی میں دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! مرکزی گورنمنٹ نے ایک فیصلہ کیا ہے جو کہ ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے کہ ہم بلوجستان اور فنا کے جو ذہین طالب علم ہیں جن کے پاس وسائل نہیں ہیں لیکن ذہن اللہ نے ان کو دیا ہوا ہے صلاحیت دی ہوئی ہے، ان غریب بچوں کو ملک کے ان تعلیمی اداروں میں جو کیڈٹ کالجز کے نام سے

ہیں یا اس طرح کے آرمی کالجزوغیرہ ہیں ان میں ہم پڑھائیں گے۔ اور جو بھی اخراجات ہوں گے۔ وہ مرکزی گورنمنٹ برداشت کریں گی۔ یہ سلسلہ جناب سپیکر! اس صوبے کے لیے بہت بڑے فائدے والی بات ہے کہ بہت صاف سਤਹਾ طریقہ کار کے مطابق بچے یہاں سے منتخب ہو کر مختلف علاقوں میں، اس صوبے کے غریب بچے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں وہ پڑھ رہے ہیں۔ تو اس میں ایک چیز اس وقت رکاوٹ بن رہی ہے وہ یہ ہے کہ کچھ تعلیمی ادارے ایسے ہیں جو مرکزی گورنمنٹ کے اس فیصلے کو نہیں مان رہے ہیں۔ اور آج تک ہمارے صوبے کے کسی بچے کو انہوں نے داخلہ نہیں دیا ہے۔ جس میں کیڈٹ کالج حسن ابدال ہے۔ آرمی کالج جہلم ہے۔ اوپر ایف کالج سرگودھا ہے اور ایک ائیر فورس کالج کراچی ہے اس کے علاوہ بھی شاید ہوں۔ تو اگر آپ اس چیز کو نوٹس میں لا کر اس ایوان کے توسط سے مرکزی حکومت کو یا جو بھی ان تعلیمی اداروں کے سربراہان ہیں ان کے نوٹس میں لایا جائے کہ جی جس طرح باقی تعلیمی ادارے ہمارے صوبے کی انتہائی صلاحیت کے بعد میرٹ پر آنے والے بچوں کو داخلہ دیتے ہیں تو آپ بھی اس فیصلے کو قبول کریں اور ان کو داخلہ دیں۔ دوسرا گزارش جناب سپیکر! جو میں کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے جیسے کہ محترمہ نسرين صاحبہ اور میرے پڑوستی مری صاحب نے کہا تھا کہ ہمارے علاقوں میں یعنی بارکھاں اور موی خیل نہ تو ہم بارڈر پر ہیں کہ وہاں سملگلنگ ہونے ہم کسی اور حوالے سے کسی ایسے حالات میں ہیں کہ وہاں ایف سی اتنی سختی کرے۔ کنگری میں انہوں نے چیک پوسٹ کھولی ہوئی ہے۔ رکھنی میں ہے اور پھر رکھنی اور بارکھاں کے درمیان میں ایک جگہ ہے ببریک، وہاں پر رکھوئی ہوئی ہے۔ تو جناب سپیکر! ایک روڈ پر یعنی یہ رکھنی ہمیٹو موز اور ببریک یہ ایک روڈ ہے۔ اب ایک روڈ پر ایک چیک پوسٹ ہونی چاہیے۔ اگر ہے بھی اڈل تو اس کا بھی جواز نہیں ہے تو ایک روڈ پر تین چیک پوسٹ ہیں اور پھر جناب سپیکر! آپ اور ہم سب جانتے ہیں یہ جو ہماری فورس ایف سی ہے جہاں انسانیت کا کوئی احترام نہیں ہے ویگنوں سے عورتوں تک اُتاری جاتی ہیں۔ عورتوں کے پاس جو پرس وغیرہ ہوتا ہے ان کو چیک کیا جاتا ہے۔ ایک عجیب ذلالت اور بے عزتی والی باتیں ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں کہ ہم نے قصور کیا کیا ہے روڈ پر لوگ جا رہے ہوتے ہیں وہ چیک پوسٹ پنجاب بارڈر پر ہے۔ اس کے علاوہ وہاں لوکل جو فورسز ہیں ان کی بھی چیک پوسٹیں ہیں۔ مثال بوانٹا جو پنجاب اور ہمارا بارڈر ہے اس پر بھی چیک پوسٹ ہے۔ پی بی ایم (پنجاب بارڈر مٹری) ہے اس کی اپنی چیک پوسٹ ہے وہ already ایک چیز چیک کر رہی ہوتی ہیں اگر خداخواستہ کوئی ایسی چیز نکل جاتی ہے تو۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہو گیا ہو گیا۔ میں نے نوٹ کیا۔ جی جعفر مندو خیل صاحب!

وزیر مخت و افرادی قوت: تو یہ چار پانچ چیزوں کو اگر آپ جناب سپیکر! نوٹ کر دیں۔ وفاقی وزیر داخلہ نے حکم بھی دیا تھا کہ یہ ختم کر دو۔ یہ کسی ملک کے بارڈر پر ہوں جیسے چمن یا دالبندین وغیرہ ہے یہ تو ہمارے دو اضلاع کے درمیان میں ہے پھر اس طرح کی قیامت برپا ہے ہم لوگ منظر ہو کر بھی وہاں جاتے ہیں جھنڈی لگی ہوتی ہے گاڑی پر پاکستان کا پرچم لگا ہوا ہوتا ہے اس کو سلام کرنے کی وجہے حالانکہ ان کوہدایت ہے کہ پاکستان کے پرچم کو سلام کرو لیکن یہ پتہ نہیں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوٹ کیا آپ! تشریف رکھیں۔

وزیر مخت و افرادی قوت: آئینی طور پر جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے جعفر صاحب بولیں گے۔ ٹائم بہت ہے جناب سپیکر! میں معدرت چاہتا ہوں آپ ہمیں سنیں یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس جھنڈے کو سلام کرنے کے بجائے جو قانوناً وہ پابند ہیں وہ اُلٹا کہتے ہیں کہ گاڑی روکاوروہ یہ ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہیں اس طرح۔ تو جناب سپیکر! آپ خدا کے لیے اس ایوان کی تھوڑا سا عزت کا خیال کروالیں اس قوم کی عزت کا خیال کروالیں۔ اس قوم کی بچوں، عورتوں اور مردوں نے کیا قصور کیا ہوا ہے کہ جی اترو اور انداز یہ ہوتا ہے کہ ۔۔۔۔۔

پیر عبدالقادر گیلانی: جناب! کوئی میں بھی یہی حال ہے۔

وزیر مخت و افرادی قوت: اور انداز یہ ہوتا ہے جیسا کہ ہم انڈیا میں داخل ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہو گیا۔ Ok.ok. جی جعفر مندو خیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکریہ جناب سپیکر! میں طاہر صاحب کو منظر کا حلف اٹھانے پر اور وزارت تعلیم کے قلمدان لینے پر مبارک باد دیتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ تعلیم کی حالت انشاء اللہ ان کے ذریعہ بہتر ہو گی۔ اور یہاں ابھی محترمہ نسرین کھیتران صاحبہ نے جو چیک پوسٹ کا ذکر کیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ فضول لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ آج تک ایف سی کا اگر آپ ریکارڈ دیکھیں تو انہوں نے کپڑا کیا ہے؟ مساویے اسی سملگنگ والوں کے ساتھ وہ پارٹنر بن جاتے ہیں پھر کرتے ہیں۔ جبکہ مرکزی حکومت نے اعلان بھی کیا ہوا ہے اور وہ اشورنس بھی کروائی ہے پورے ملک کے لیوں پر یہاں جو غیر ضروری چیک پوسٹیں ہیں وہ ختم کی جائیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ غیر ضروری چیک پوسٹوں کے زمرے میں آتی ہیں۔ تو میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی حمایت کرتا ہوں اور دوسرا آج جو ایوان میں واقعہ ہوا ہے میں

نے شاید بہت کم ہی ایسے واقعے دیکھے ہیں جس طرح آج ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کی بھی توہین ہے اور یہاں جو ممبر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بھی اور ان کا استحقاق بھی محروم ہو رہا ہے۔ بہر حال اچھی بات ہے کہ دونوں معزز ممبران نے اس معاملے کو ختم کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آگے ان چیزوں کی repetition نہیں ہونی چاہیے۔ بولنے کا بھی طریقہ ہونا چاہیے سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے دونوں چیزوں میں خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن اسد بلوج نے جو پاوٹ آؤٹ کیا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ٹھیک پاوٹ آؤٹ کیا کہ اگر ایگر یلکچر کوئی سیکڑ ہے ہر صوبے کا اپنا ایک یونٹ ہے ہر صوبے کو اسکا یونٹ دے دیا جائے۔ It is not wrong ہے کہ ایوان ہوتا ہے اس لیے کہ لوگ سنیں لوگوں کے مسئلے مسائل آ جائیں۔ ورنہ کیبنت ہے فیصلے تو کیبنت کرتی ہے ایوان میں انسان بولتا ہے جو پلک میں مقابلے ابھی آپ دیکھ لیں ہماری اسمبلی کے اوپر اخبارات میں تقدیم ہو رہی ہے کہ بھائی یہ اسمبلی کیا کر رہی ہیں؟ کبھی اس نے عوامی مسئلہ اٹھایا ہے؟ کبھی اس نے مرکزی حکومت سے ایک بات اٹھائی ہے؟ کبھی اس نے صوبے کی خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔ اخبارات میں آپ دیکھیں آئے دن آتا ہے کہ یہ اسمبلی کیا کر رہی ہے۔ لہذا اگر اسمبلی میں کوئی بات کر لے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہے لوگ بھی اس سے مطمئن ہوتے ہیں جیسے میں نے پہلے ایک دفعہ پانی کا مسئلہ پیش کر دیا تھا بعد میں اگر اسمبلی کے توسط سے وہ مسئلہ چلا جاتا میں سمجھتا ہوں زیادہ وزنی ہوتا۔ حالانکہ منظر ایریگیشن صاحب نے اپنے طور پر ساری کوششیں کیں اور بعد میں سب کو پتہ ہے کہ وہ پانی ہمیں نہیں ملا۔ تو یہ اس کو bone of contention بناؤ کر کے ممبران کو کھلے ذہن سے ان چیزوں کی تعلیم کرنا چاہیے اور اس اسمبلی کا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم وقار نہیں رکھیں گے ہمارا کوئی وقار نہیں گا۔ آج ہمارا اگر کوئی وقار ہے اپنی ذاتی پوزیشن کے علاوہ سیاسی طور پر اور قانونی طور پر تو اس اسمبلی کے ممبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ تو میری request آپ سے یہ ہوگی کہ آپ ان کو یہ بتائیں کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں اور پیر صاحب نے کمیٹی کا مسئلہ اٹھایا۔ پچھلے دور میں کمیٹی بنی تھیں آغا صاحب نے پاوٹ آؤٹ کیا کہ پچھلے دور میں بنی تھیں لیٹ بنی تھیں میں اور مولا نا واسع صاحب بیٹھ گئے تھے میرے خیال میں ایک گھنٹہ میں انکا فیصلہ کر لیا تھا۔ ابھی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی کمیٹی بنانے میں کیا رکاوٹ ہے؟ لیکن جو بنس یہاں پر آتا ہے کیبنت جو ایک

فیصلہ کر لیتی ہے وہ چیز اسمبلی آتی ہے۔ اسمبلی میں ہر ممبر اس کی آئی جانچ پڑتا نہیں کر سکتا۔ اسمبلی اس کو کمیٹی بھجوادیتی ہے کمیٹی اس کی proper scrutiny کر کے لے آتی ہے۔ اور کمیٹی، اس کے ماسوا فائدہ مند ہوتی ہیں اور ڈیپارٹمنٹس کے اور ایک check رکھتی ہیں مختلف چیزوں میں وہ ان کو بلا تی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک incomplete ترتیب ہے جو ابھی تک بنی ہوئی ہے اس کو مکمل ہونا چاہیے اور اپوزیشن لیڈر بھی اگر کہتے ہیں تو اس کا میں سمجھتا ہوں کوئی فیصلہ ہو جائے تمام اسمبلیوں میں ہے یہاں بھی ہو جائے کوئی ایسی بات نہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کی کوئی ایک توہین ہو گی یا کوئی حکومت کے لیے جو اتنی بڑی آبادی بیٹھی ہوئی ہے کو نسا چلیخ بن سکتی ہے۔

جناب ڈپی سپیکر: جعفر مندو خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جہاں تک کمیٹی، اسکے حوالے سے پہلے بھی میں نے رولنگ دی ہے۔ یہ تو حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے خاص کر سی ایم صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اس حوالے سے اگر مولوی واسع صاحب اگر کچھ بات کریں بار بار ہم لوگوں نے رولنگ بھی دی ہے اسی اسمبلی میں کہ کمیٹی بنائی جائیں کیونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے۔ تو میری جو معلومات ہیں اس میں سارا اختیار سی ایم صاحب کو بھی دیا گیا ہے۔ تو اس حوالے سے اگر مولوی واسع صاحب اس کی وضاحت کریں کہ یہ کمیٹی کیوں بن رہی ہیں۔ ابھی تو تقریباً دو سال ہو گئے۔ جی مولوی واسع صاحب! اگر آپ اس پر کچھ وضاحت کر کے کہ بار بار اسمبلی میں یہ بات نہ ہو۔ اور دوسری بات جو اپوزیشن لیڈر کے حوالے سے ہے پیر صاحب نے جو پوائنٹ raise کیا ہے اپوزیشن لیڈر اکثریت کی بنیاد پر نامزد ہوتا ہے ہر وقت جب اپوزیشن لیڈر پُتا جاتا ہے تو وہ اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ تو بلوجستان اسمبلی میں ابھی تک یہ اکثریت ثابت نہیں ہوئی ہے کہ ہم اس کا نوٹیفیکیشن جاری کریں۔ تو اس حوالے سے آج تک اپوزیشن لیڈر اس اسمبلی میں ہم لوگوں نے نامزد نہیں کیا ہے۔

پیر عبدالقادر گیلانی: آپ کی اجازت سے جناب سپیکر! اس بات کے بارے میں کسی نے کسی سے کہا کہ آپ اپنی اکثریت ثابت کریں اگر ایک ممبر بھی ہو تو وہ بھی اپوزیشن ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب! اگر ایک ممبر ہو تو وہ بھی اپوزیشن تو ہوتا ہے اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ زیادہ تمبران اگر ٹریڈی پنجر پر ہیں تو اپوزیشن کا کوئی کردار ادا نہ کرے۔ ہم یہاں پر اپوزیشن میں ہیں پھر ہمیں بتا دیا جائے تاکہ ہم یہاں آیا ہی نہ کریں کہ اپوزیشن کی کوئی یہاں پر حیثیت ہی نہیں ہے۔ اور اس بات کا روشن اینڈ پرسچر میں کہیں لکھا نہیں ہے کہ اگر ایک ممبر ہو گا تو وہ اپوزیشن لیڈر نہیں ہو گا یا اس کے لیے کم سے کم دس ارکان کی

ضرورت ہے۔ ذرا آپ اس کے اوپر روشنی ڈالیں کہ کتنے ممبران ہوں۔ اگر ایک ہی ممبر ہوگا اسمبلی میں تو کیا اپوزیشن لیڈرنہیں ہوگا؟ اس پر آپ ذرا ورنگ دیں مہربانی ہوگی آپ کی۔
جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔ جی موادی واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): شکریہ جناب سپیکر! جہاں تک آپ نے کمیٹیوں کے حوالے سے مجھے ہدایت کی کہ آپ اس بارے میں وضاحت کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دوستوں نے کچھ اور بھی مسئلے جیسے کہ اپوزیشن لیڈر کا مسئلہ یا محترمہ نسرين کیھتر ان صلبہ نے جو چیک پوسٹوں کا مسئلہ اٹھایا یا اس قسم کے جیسے کہ اسد صاحب ایک اہم مسئلے پر بحث کر رہے تھے۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! جہاں تک کمیٹیوں کا معاملہ ہے وہ ابھی تک جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ یہاں مختلف سیاسی جماعتوں ہیں اور مخلوط حکومت ہے اور ایک دو دفعہ اس پر اجلاس ہوا تھا ایک چھوٹا سا فارمولہ تیار کر لیا تھا لیکن اس پر اتفاق نہ ہو سکا۔ اس کے بعد یہ معاملہ سرد خانے میں پڑ گیا۔ تو آپ کی ہدایت کے مطابق جب چیف منسٹر صاحب اسلام آباد سے واپس آ جاتے ہیں تو ہم آپ کی بھی ہدایات کے ساتھ ان سے اس معاملے کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس معاملے کو حل کریں۔ کیونکہ دوستوں کی بات جتنے بھی دوست کہتے ہیں اسمبلی کے لئے کمیٹیاں، اسٹینڈنگ کمیٹیاں انتہائی ضروری ہیں۔ گزشتہ حکومت میں کافی حد تک میرے خیال میں سب کی سب بن گئی تھیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے پیلک اکاؤنٹ کمیٹی سے لیکر، محکمہ تعلیم، ایگر لیکھر، لوکل گورنمنٹ اور جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ ساری کمیٹیاں اکثر بن گئی تھیں اور انہوں نے کافی کام بھی کیا تھا اور کافی پیشافت بھی ہوئی تھی لیکن یہ بات آپ کی ان ہدایات کے ساتھ ہم چیف منسٹر صاحب کو پہنچا دیں گے اور کوشش ہماری یہ ہوگی کہ کمیٹیاں ہم تشکیل دیں۔ اور دوستوں سے اور تمام سیاسی جماعتوں کے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے درمیان میں کچھ اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہمارے یہ مسئلے حل ہو جائیں۔ ہر وقت دوست مسئلے اٹھاتے ہیں اور ہم بھی ہمارے لیے بھی اچھی نہیں ہے کہ اسٹینڈنگ کمیٹیاں نہ ہوں۔ ایک دوسری گزارش یہ ہے کہ جو مسئلہ اسد صاحب نے اٹھایا بہت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میں ایوان کو اسد صاحب کے اس نکتے کی، وہ فائل میرے خیال میں پی ایڈ ڈی میں آیا ہے اور میری معلومات کے مطابق انہوں نے ہمیں اطلاع دینے کے لیے کہ ہم نے اس طرح مختلف زون پاکستان کے اندر بنائے ہیں اور بلوچستان میں کچھ سندھ کے علاقوں سے شامل کیا گیا ہے کچھ پنجاب کے، مطلب جو جو علاقے ہمیں قریب پڑتے ہیں۔ اس طرح دوسرے صوبوں کے

دوسروں سے اس پراجیکٹ کے حوالے سے ہمارا الحق کیا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں سیکرٹری پی ائینڈ ڈی کی طرف سے پلانگ کمیشن کو ایک سخت لیٹر لکھ دیں گے کہ ہمارے لئے، کیونکہ ہمارا ایک کروڑ ہو یادس کروڑ ہوں جتنے بھی ہمارے پر الجیکٹس ہیں، ہمارا اپنا ایک ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ ہے اور بہت بہترین انداز سے پہلے وہ پائپ اور نالیوں کا پراجیکٹ وہ بہت اچھے انداز سے بہترین انداز سے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر سارے صوبوں سے ہماری رپورٹ بہت اچھی اور بہتر تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اپنا ڈیپارٹمنٹ ہے اور یہ پراجیکٹ قطراتی نظام والا یہ آسان طریقے سے مکمل کر سکتا ہے۔ اور ہمارے لوگ ان کے صوبوں میں جائیں گے وہاں سے پتہ نہیں ہمیں کچھ ملے بھی یا نہ ملے۔ اور اگر ملے بھی تو اس کا مطلب ہے ہمارے اندر وہ پراجیکٹ چلانے کی صلاحیت نہیں ہے یا کیا مطلب ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز چیف منسٹر صاحب کی سربراہی میں ہم مرکزی حکومت سے رابطہ کرتے ہیں اور پی ائینڈ ڈیپارٹ بجائے اسکے ہمارا دوسرے صوبوں کے ساتھ الحق ہو اور ہم پیچھے بھاگیں ہمارے آفسروں والے جائیں والے سے کچھ نہ ملا پھر ہمارے پاس آ جائیں۔ تو انہوں نے اپنا کام کر دیا اور ہمیں کچھ نہیں ملا۔ تو انشاء اللہ العزیز یہ پراجیکٹ ادھری اچھی بات ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ وہ ادھر صوبے میں ہو۔ اور دوسری بات جو نسرین کھیتران صاحب نے کی میں سمجھتا ہوں کہ ہماری وزارت داخلہ اور وزیر داخلہ سے بار بار ہم نے کہا ہے کہ جی چیک پوسٹوں کو ہم نے ختم کیا ہے بلکہ آغا حقوق بلوجستان میں بھی اس کا ذکر ہے لیکن ابھی تک ان حالات میں ایف سی کی جو چیک پوسٹیں ہیں والے لوگ ان سے پریشان ہیں اور ان کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ اور ان کا کوئی پر اگر لیں بھی نہیں ہے اس حوالے سے۔ اگر ہمارے لوگوں کے تحفظ کے حوالے سے کوئی پر اگر لیں ہوتا کوئی رزلٹ ہوتا تو ہم اپنے عوام کو بتا دیتے کہ یہ ہمارے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اب تک اس قسم کا کوئی کیس ہمارے سامنے نہیں آیا ہے کہ اس صوبے میں اتنی بڑی تحریک کاری یا اتنی بڑی تباہی ہوتی لیکن ایف سی کی چیک پوسٹ والوں نے یہ کردار ادا کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عام لوگوں کو نگ کرنے کے سوا عام لوگوں کو پریشان کرنے کے سوا اور ان کو خواہ منواہ گھیٹنا اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ تو ہم اس ایوان کے توسط سے چیف منسٹر صاحب سے یہی گزارش کریں گے کہ ان کو ایک لیٹر لکھیں کہ ہمیں ان چیک پوسٹوں سے نجات دلائی جائے کہ جو ہمارے قابلی علاقے ہیں، لوگ اپنے طور پر اپنے حالات پر خود قابو پاسکتے ہیں جناب پیکر! ان معاملات کے ساتھ جو ہمارے دوستوں نے اپنے معاملے کو جس طرح احسن طریقے سے ختم کر دیا ہے میں ان کا

مشکور ہوں۔ اور پورے معزز ایوان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی شانگی کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا اس سفر کو جاری رکھا۔ شکریہ جناب پسیکر!

(مدخلت۔ شور۔ کئی اراکین ایک ساتھ بولتے رہے)

جناب ڈپٹی پسیکر: آپ سب کھڑے ہیں میں کس کو موقع دوں؟ جی جارج جعفر صاحب!

مسٹر جعفر جارج: جناب پسیکر! سب سے پہلے میں اپنے دوست جناب طاہر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ میں اسلام آباد میں تھا۔ صوبائی ممبر بننے کی اور جو وزارت ان کو دی گئی ہے اُس کی میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کی توجہ اس وقت 28 مئی 2009ء کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جس میں ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم صاحب نے اقلیتوں کے لئے وفاقی سطح پر کوٹہ دینے اور پانچ فیصد کوٹہ صوبائی سطح پر ملازمتیں دینے کا اعلان کیا تھا۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری آواز بلوجستان کے لئے ہے۔ ہم بھی اسی بلوجستان کے لوگ ہیں ہم 1947ء میں نہیں بلکہ 1948ء میں اس فیڈریشن میں شامل ہوئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں صوبائی ملازمتوں میں تین فیصد کوٹہ دینا یہ اقلیتوں کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوجستان کے ہر معزز رکن کو اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹہ کی اہمیت دینی چاہیے تھی لیکن انہوں نے مخالفت کی کہ جس سے جمہوریت کو ایک دھوکا لگا ہے پنجاب حکومت، ہم بار بار بلوجستان میں بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ پنجاب یہ ہے پنجاب وہ ہے لیکن پنجاب میں آج اقلیتوں کے لئے پھر بڑے بھائی ہونے کا ثبوت دیا کہ انہوں نے پانچ فیصد کوٹہ اقلیتوں کو دیا ہے۔ میں اپنے تمام معزز اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو کیبینٹ میں discuss کیا جائے۔ اور جناب وزیر اعظم پاکستان اور نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب وزیر اعلیٰ بلوجستان نے جو وعدہ کیا 30 مئی 2009ء کو پرائم منستر ہاؤس میں جب بجٹ میٹنگ تھی اس میں انہوں نے کہا کہ ہم پانچ پرسنٹ کوٹہ دیں گے۔ لیکن ہمیں یہ دکھ ہوا ہے کہ بلوجستانی ہماری اقلیتوں کے ساتھ کیوں پیار نہیں کرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اپنی اقلیتوں سے پیار کرتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بار پھر اقلیتوں کے اس دریینہ مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے کیبینٹ میں اس کو discuss کیا جائے اور اقلیتوں کے لئے پانچ پرسنٹ کوٹہ دیا جائے۔ آپ کے نالج میں میں ایک اور بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ form ہوئے دو سال گزر گئے ہیں لیکن اقلیتوں کو ابھی تک ایک نوکری بھی نہیں دی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوجستان میں اقلیتوں کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سیکر: جی جعفر خان مندوخیل صاحب! آپ اینی تحریک التوا پیش کریں۔
(مداخلت۔شور)

مولوی محمد سرور موسیٰ خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): جناب! انہوں نے کہا کہ ایک بھی اقلیتی کونوکری نہیں دی گئی ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ بلوچستان حکومت میں، میں لیبرڈی پارٹی کے حوالے سے بات کروں گا، میں نے دو اقلیتی ممبران کو نوکریاں دی ہیں۔ اسی لئے یہ ریکارڈ درست نہیں ہے۔
(ڈیک بجائے گئے)

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! مجھے فلور دیا گیا ہے۔

مسٹر جعفر جارج: جناب سیکر!

جناب ڈپٹی سیکر: آپ تشریف رکھیں تحریک التوا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سیکر! تحریک التوا پیش کرنے سے پہلے آپ کی طرف سے مجھے ابھی ایک کاغذ بھیجا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سیکر: جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: یہ مجھے ملا ہے یہ ہے:-

Issuance of Ban on Arms License.

The Prime Minister has been pleased to impose a ban on prohibited issuance of bore and non prohibited bore arms license for a period of two months , whereof kindly apprise all and other members , Senators and Parliamentarians .

جناب سیکر! اس میں جو prohibited bore یہ وفاقی حکومت کا اختیار ہے definitely وہ کر سکتی ہے اور non prohibited bore پاؤشل کا اختیار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ حکومت سے وضاحت طلب کریں کہ واقعی ان کا ban ہمارے صوبے پے بھی apply ہوتا ہے یا نہیں جبکہ میری معلومات کے مطابق یا میرے حساب سے یہ non prohibited bore کے اوپر ان کا ban ہمارے صوبے پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ صوبائی حکومت نے اخذ و فیصلہ کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سیکر: یہ بات صحیح ہے۔ آپ تحریک التوانہ 1 پیش کریں۔

تحریک التوانمبر 1

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اسمبلی قواعد و انضباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوان کا نوٹس دیتا ہوں۔

تحریک یہ ہے کہ ژوب میر علی خیل روڈ کھجور کچ، کچ اور ہر نائی روڈ کے علاوہ صوبہ کے دیگر روڈوں کی فارم ٹو مارکیٹ روڈ پروجیکٹ کے تحت منقولی ہوئی تھی جس پر کام بھی شروع ہوا تھا۔ مذکورہ کام کو 31 اکتوبر 2008ء تک مکمل ہونا تھا لیکن سُست روی کی وجہ سے مذکورہ روڈ کا کام وقت پر مکمل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے مذکورہ روڈ کے کام میں 30 ستمبر 2009ء تک توسعہ کر دی گئی۔ لیکن مذکورہ روڈ کا کام تاحال مکمل نہ ہو سکا۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم عمومی نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوانمبر 1 پیش ہوئی۔ کیا محکم اس تحریک کی وضاحت کریں گے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بلوجستان میں اگر کوئی بڑا پروجیکٹ آیا تھا تو فارم ٹو مارکیٹ کے تحت آیا تھا۔ مولانا صاحب کو پتا ہے کہ ہماری صوبائی حکومت میں لاکھ روپے per kilometer بنا دیتی ہے وہ کچا پکا ہو جاتا ہے۔ اتنے وسائل ہیں نہیں کہ وہ provide کر سکے۔ لہذا انٹرنیشنل ڈوزر جو آتے ہیں وہ پیسے ایشین بینک سے آتے تھے۔ اس میں انہوں نے ٹینڈر کیے نصیر آباد اور جعفر آباد ان علاقوں میں جس کا پہلے بھی ظہور حسین کھوسے صاحب نے ذکر کیا تھا میں خود بھی گیا ہوں وہاں میں نے اُن روڈوں کی حالت دیکھی ہے۔ کچ ہر نائی شاہراہ میں وہاں آدھے سے زیادہ پیسے خرچ ہوئے ہیں لیکن ایک کلومیٹر بھی پکا نہیں ہے۔ یہی حال میں اپنے ضلع کا بتارہا ہوں وہ یہ ہے ژوب میر علی خیل کھجور کچ روڈ یہ نہ صرف ژوب اور فرنئیز کے درمیان ہمارا تبادل راستہ ہے بلکہ اس سے کم از کم 80 کلومیٹر فالصلہ کم ہو جاتا ہے almost 80% فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔ اگر اس وقت کوئی روڈ 200 کلومیٹر ہے پھر 125 کلومیٹر آ جاتا ہے۔ تو یہ 100 کلومیٹر کا پروجیکٹ تھا۔ انہوں نے اس پر کام شروع کیا tender award کر دیا ہے۔ نیشنل اور انٹرنیشنل کنٹرکٹرز اس میں آئے انہوں نے کام لئے لیکن جس طرح بھی ہوا جس طرح انہوں نے manage کر لیا آدھے سے زیادہ پیسے خرچ ہو گئے لیکن روڈ کا ایک کلومیٹر کٹرا بھی ابھی تک پکا نہیں ہوا ہے۔ جناب سپیکر! پہلے بھی مختلف فورم پر ہم اس کے متعلق بات کر چکے ہیں کہ یہ کیوں نہیں ہوا۔ آیا اُن کنٹرکٹرز کے ساتھ کیا کیا گیا ہے یا اُن آفیسرز

کے ساتھ کیا کیا گیا ہے جنہوں نے اتنی غفلت کی جس میں کم ازکم پانچ چھارب روپے صوبے کے ضائع ہو گئے۔ یعنی صرف مٹی کو ادھر ادھر کر کے تھوڑا بلڈوزر چلا کر payment لے کر کے چلے گئے۔ میں سمجھتا ہوں اس صوبے کے ساتھ زیادتی ہے۔ اور ابھی تک اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ پرسوں کے اخبار کا تراشہ تین دن پہلے بھی اخبار میں آیا تھا کہ ابھی تک وہ التوا کا شکار ہے اس کے متعلق کوئی چیز خاص ذکر نہیں ہوا ہے۔ یہ تو پرانشل روڈ کا تھا۔ جب ایک پروجیکٹ ہمارے پاس دس سال بعد پندرہ سال بعد آتا ہے اس کی یہ حالت بنا دی جاتی ہے میں سمجھتا ہوں ان چیزوں پر کن کو فائز کرنا چاہیے۔ آیا کنٹریکٹرز کو یا آفیرز کو یا دوسروں یا تیسروں کو میں سمجھتا ہوں صوبائی حکومت کا حق بتاتا ہے نہ کہ صرف یہ صوبائی حکومت بلکہ میں سمجھتا ہوں پہلے جو ہماری صوبائی حکومت میں مسلم لیگ کی lead تھی اُس میں بھی اس میں غفلت کی گئی ہے not کوئی single person کسی کو میں قصور وار نہیں ٹھہراوں گا انہوں نے کوئی کارروائی کی نہ ہم کوئی کارروائی کر سکے۔ پتہ نہیں کتنے influential لوگ ہیں یا کتنے قانون سے بالاتر لوگ ہیں جن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی ہے۔ ہم علاقے میں جاتے ہیں لوگ طعنے دیتے ہیں لوگ منتیں کرتے ہیں کہ اس روڈ کی پرانی حالت سے بھی خراب حالت بنائی گئی ہے۔ مولانا صاحب کو پتہ ہوگا یہ روڈ ولی محمد خان صاحب کے حلقے کو بھی، آپ خود اُس روڈ پر گئے ہو گئے یہ میرے حلقے میں بھی آتا ہے اور ان کے حلقے میں بھی آتا ہے اور بشر دوست صاحب کے حلقے میں بھی۔ ایک تو یہ ہو گیا اس کے علاوہ وفاقی پروجیکٹس کی حالت آپ دیکھ لیں اکثر short fundings کی وجہ سے، اُن کی پھر حالت یہ ہے کہ short fundings۔ ابھی اگر آپ پنجور سے ناگ اور بسمیہ تک دیکھ لیں 22 ارب کا پروجیکٹ ہے سالانہ اس کو ایک ارب مل رہا ہے۔ کیا یہ 22 سال میں مکمل ہو گا؟ یہ دوسو سال میں بھی مکمل نہیں ہو سکتا ہے۔ لہذا اس کا بھی کوئی طریقہ کار ہونا چاہیے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں مرکزی حکومت کا کہ ابھی انہوں نے جو بلوجستان پیکنچ دیا ہے یا آغاز حقوق بلوجستان۔ یہ ایک اچھی بات ہے اس صوبے کی انشاء اللہ آبادی اور ترقی ہو گی۔ اور این ایف سی ایوارڈ جو ہمیں ملا ہے میں سمجھتا ہوں کوئی تصور نہیں کر سکتا تھا کہ اتنا اچھا این ایف سی ایوارڈ ہمیں ملے گا۔ ہماری رقم اُس میں ڈبل ہو جائیں گی۔ لیکن یہ سیکٹر جیسے اسد بلوج صاحب نے زراعت کے ایک سیکٹر کا ذکر کیا۔ روڈز کے سیکٹر کو میں خود سمجھتا ہوں کیونکہ میرا بھائی خود اُس میں ایک حصہ پر کام کر رہا ہے۔ چھ مہینے تک تو اُس کے اوپر کام بند تھا۔ اُس دن آغا صاحب کے حوالے سے بھی انہوں نے لکھا تھا۔ حالانکہ آغا صاحب نے تو کہا کہ روڈ ز خراب ہیں

ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ چیف مسٹر صاحب نے ازراء مذاق کہا کہ آپ کا بھائی بھی اس میں کسی portion کا وہ حصہ ہے۔ اُس کی detail میں یہ بتاتا ہوں اُس میں زمرک صاحب، عبدالغلاق اچکزئی صاحب، مولانا واسع صاحب اور چیف مسٹر صاحب کی کوششیں ہیں کہ مرکز کے ساتھ انہوں نے بار بار ان چیزوں کو اٹھایا ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے ابھی تک اُس کی proper release نہیں ہو رہی ہے۔ لہذا یہ روڈز جو دو یا تین سال کی مدت میں ہیں۔ یہ کوئی بیس سال لے لے کوئی پدرہ سال لے لے۔ جب ہم ادھڑ ذکر کرتے ہیں تو ہمارے ہی لوگ ہماری مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ یاد ہے کسی وقت میں نے یہ ایک تحریک التوا پیش کی تھی کہ مرکزی حکومت کی ترسیلات ہمارے پاس کم آ رہی ہیں۔ سپیکر صاحب نے پتہ نہیں کن وجہات کی بناء پر اُس کو منٹا کر کے فارغ کر دیا تھا۔ بہرحال یہ ان کا ہے بعد میں end of the year ہم کو پتا لگا ہے کہ چالیس ارب میں سے ہم کو بیس ارب ملے۔ اگر یہ چیزیں ٹائم پر point out ہو جائیں اور through Assembly ۔ ایک تو گورنمنٹ ہوتی ہے جیسے میں نے سب کے نام بھی لیئے کہ انہوں نے اپنی بھرپور کوششیں کی ہیں لیکن Assembly کی بھی ایک ترتیب ہوتی ہے۔ یا تو اسمبلی کی انسان پھر خاطر کرنے کی کہ چلو اس کا اجلاس نہیں ہونا چاہیے اسمبلی سے Cabinet elect ہو گئی۔ لہذا اسمبلی کے مزید اجلاس کی ضرورت نہیں ہے یا اس اسمبلی کو کسی چیز کے اُپر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یا کسی چیز کی حمایت یا مخالفت کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کر دیں۔ یا اگر کوئی پوائنٹ لا یا جائے اُس کو positively لے لیا جائے۔ اس صوبے کی بات ہے کوئی اس طرح نہیں ہے۔ ہاں مسٹر صاحب ان کیلئے یہ problem ہے کہ وہ بہت سے پوانس نہیں اٹھاسکتے ہیں کیونکہ They are in the Cabinet کیبینٹ میں ہونے کی وجہ سے وہ اسمبلی میں بہت سی چیزیں نہیں اٹھاسکتے ہیں لیکن ہم ممبرز جو چھ مرتبہ منتخب ہوئے ہیں تو اُس کا یہ فائدہ ہم اسمبلی کو پہنچائیں۔ یہ کسی کو personal criticise کرنے کی، میں نے اُس دن زرداری صاحب کی بھی تعریف کی تھی اور اُس کی جو میڈیا ٹرائیل جو انہوں نے کہا تھا اُس میں بھی میں نے کہا تھا کہ یہ غلط ہے ایک صدر کا عہدہ ہے اُس کا احترام ہونا چاہیے۔ ہاں ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ صدر صاحب کو بھی تھوڑا حوصلے سے کام لینا چاہیے تیز نہیں بولنا چاہیے عہدہ کا یہ بھی احترام ہے۔ وہ تو خیر انہوں نے کاث لیا تھا یہ دے دیا تھا۔ لیکن جب میں اُس لیوں پر بھی اُس کی تعریف کر سکتا ہوں ایک حقیقت جب آتی ہے بحیثیت politician یا اپنی ایمانداری کو دیکھتے ہوئے کہ

ایک چیز جو غلط ہو رہی ہے اس کو غلط کہنا چاہیے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں جو صوبے کے روڈوں کی حالت ہے یا جو مرکزی نیشنل ہائی وے کی حالت ہے ہر ایک کا اپنا ضلع، میں ابھی قلعہ سیف اللہ تا ژوب کا ٹینڈر جس کے دو سال ہو گئے ہیں یہ پیسے بھی ایشین ڈولپمنٹ بینک کے ہیں آج تک وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ ٹھیکہ کس کو دینا ہے ٹینڈر بھی ہو گئے ہیں۔ it ایک کو دیں، اس کو نہیں دے سکتے تو دوسرے کو دیں یا تیسرے کو دیں۔ ایک مہینہ سے زیادہ اس کو نہیں لینا چاہیے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں یہ From the side of National negligence ہے From the side of Ministry of Communication Highway یا اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے یہ آپ کو پڑتے ہے shortest route۔ آج بھی ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے اسلام آباد تک بارہ، تیرہ گھنٹے لگتے ہیں۔ اگر یہ روڈ پکا ہو جائے ژوب، قلعہ سیف اللہ اور ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان تو آپ دس گھنٹے میں آرام سے کوئی سے اسلام آباد تک پہنچ سکتے ہیں۔ جس سے تصور کریں کہ ہماری تجارت کتنی زیادہ ہو گی ہمارا اسلام آباد کے ساتھ contact کتنا زیادہ ہو گا۔ آج آپ مجبور ہیں آپ بھی جہاز میں جاتے ہیں میں بھی جہاز میں جاتا ہوں لیکن عام لوگوں کا یہ مسئلہ نہیں ہے وہ نہیں جاسکتے ہیں جہاز میں دس ہزار روپے کلکٹ ادا نہیں کر سکتے ہیں آنے جانے کا اتنا خرچہ وہ برداشت نہیں کر سکتے آج اگر کوئی کراچی جانا چاہے تو وہ پانچ سورپے میں جاسکتا ہے کیونکہ روڈ نیت و رک تقریباً complete ہے کچھ اس کے رہتے ہیں۔ یہی حالت کوئی اسلام آباد کی ہو جائے گی یہی حالت کوئی پشاور کی ہو جائی گی اور یہی حالت کوئی لاہور کی ہو جائے گی کیونکہ یہ روڈ سب کو connect کرتا ہے اس important آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس تحریک التوا کو آپ نے اسمبلی میں پیش کیا اور میں دوسرے ممبران سے ایک تعاون چاہونگا کہ اس سلسلے میں تعاون کریں اور اس کے اوپر بحث کریں جس کے علاقے میں جو جو چیزیں آتی ہیں ان کے اوپر بھی بحث کریں۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری: جی بشردوست صاحب!

جناب عبدالحق بشردوست (وزیر بلدیات): جناب سیکریٹری صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جعفرخان صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان میں سب سے اہم بات وہ قلعہ سیف اللہ اور ژوب تک جو روڈ ہے اس کی حالت بہت خراب ہے کوئی قلعہ سیف اللہ تک تو بہت اچھا روڈ ہے اگرچہ بدجنتی سے میں

نے اس پر ایکیڈنٹ کیا لیکن پھر بھی اچھا روڑ ہے لیکن اس کے باوجود ٹزوپ سے قلعہ سیف اللہ تک جو روڑ ہے اس کا ٹھیکہ ابھی تک کسی کو نہیں دیا گیا ہے جس سے لوگوں کو بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس طرح شیخ جعفر خان صاحب نے کہا کہ اس روڈ سے اسلام آباد تک پہنچنے میں بہت آسانی ہوتی ہے پشاور تک پہنچنے میں بھی آسانی ہوتی ہے یہاں پر ٹزوپ بہت بڑی تجارت مرکز ہے یہاں بلوجستان کے فروٹ کا سارا سلسلہ اور کوئلہ کا جتنا بھی کاروبار ہے وہ اس روڈ سے ہوتا ہے۔ اور اگر اس روڈ کو جلد از جلد پکا کیا جائے تو میرے خیال میں اس سے بہت بہتر نتائج نکلیں گے بلوجستان کیلئے بلوجستان کے عوام کیلئے اور خاص کر یہاں پر سواریوں کیلئے مریضوں کیلئے۔ اسوقت مریض اگر ہم ٹزوپ سے اٹھاتے ہیں تو وہ بیچارہ سڑک کی خرابی کی وجہ سے کوئی نہیں پہنچ سکتا راستے میں فوت ہو جاتا ہے۔ اور دوسری بات پہلے بھی ہمارے ساتھیوں نے کی ہے وہ یہ ہے کہ جو ایف سی کی چیک پوسٹیں ہیں خاص کر ڈسٹرکٹ شیرانی اور ڈسٹرکٹ ٹزوپ میں بہت زیادہ تعداد میں اب بھی قائم ہیں۔ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ آخر وہ کیا وجہ ہے کہ ٹزوپ اور ڈسٹرکٹ شیرانی میں اب تک ایف سی کی اتنی زیادہ چیک پوسٹیں موجود ہیں اگر ان لوگوں کو وہاں کوئی خطرہ ہے تو اُس مقام پر چیک پوسٹ قائم کریں جہاں سے اُن کو دراندازی کا خطرہ ہوتا ہے۔ بالفرض ڈسٹرکٹ شیرانی اور ڈسٹرکٹ ٹزوپ کے جو بارڈوزیرستان سے لگتے ہیں وہاں فوج ہے وہاں آپریشن ہو رہا ہے۔ وہاں پر وہ لوگ چیک پوسٹ قائم کریں نہ کہ ٹزوپ اور شیرانی میں۔ جس طرح ہمارے ایک محترم نے کہا کہ وہاں عورتوں کو بھی ویگن اور بسوں سے اُتار کر کہا جاتا ہے کہ شاختی کارڈ دکھاؤ اور اُن کی بے عزتی کی جاتی ہے اور ذلت آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی شہر میں ہم لوگوں کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ آخر یہ صورتحال کس وقت تک یہی تو reaction ہوتا ہے یہی تو لوگوں کو بدظن کرنے کا ایک بہت آسان طریقہ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں مرکزی وزیر داخلہ کو بھی اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے کہ وہ بلوجستان کے لوگوں کی عزت اور احترام کا جو طریقہ ہے اس کو برقرار رکھیں نہ کہ چیک پوسٹیں قائم کر کے بلوجستان کے لوگوں کو ذلیل و خوار کریں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات اگر مرکز تک پہنچائیں اور روڈ اس سیکٹر میں اگر شیخ جعفر خان کو کچھ معلوم ہے تو وہ اگر بتاسکتے ہیں اس ایوان کو کہ وہ کیوں نہیں ہو رہا ہے آخر کیا وجہ ہے کہ قلعہ سیف اللہ اور ٹزوپ کا جو ٹکڑا ہے وہ کیوں نہیں دیا جا رہا ہے آخراں میں کیا چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کیپن عبد الخالق صاحب!

کیپن (ر) عبدالحق اچزنی (وزیر امور نوجوانان): چھوٹی سی گزارش یہ کہ دوں کہ آپ کے ہوتے ہوئے ہر ایک آدمی بولنا چاہتا ہے اور آپ بھی ان کو تھوڑا سا موقع دیا کریں تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ میں تھوڑی سی گزارش یہ کرنا چاہتا ہے جعفرخان صاحب نے نیشنل ہائی وے کے حوالے سے بات کی ہے گزارش میری یہ تھی کہ لاسٹ میٹنگ NHA والوں کے ساتھ جو ہوئی تھی اُس میں کنٹریکٹرز بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے تاریخیں دی تھیں کہ اس date تک انہوں نے پورشن بتائے تھے کہ اس پورشن تک مکمل ہو جائیں گے۔ اُس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ releases جو وفاتی گورنمنٹ کرتی ہے وہ ہمیں نہیں مل رہی ہیں لیکن پھر بھی ہماری یہ کوشش ہوگی کہ جو already ہمیں releases مل چکی ہیں اُن میں ہم اُس پورشن کو مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ شیخ صاحب سے میری صرف گزارش یہ تھی کہ اُن کو ہمیں اسمبلی کے اندر protect نہیں کرنا چاہیے تاریخ 31 دسمبر 2009ء انہوں نے ہمارے ایک پورشن کی دی تھی کہ اس میں دس کلو میٹر کا جو distance مکمل کرنا تھا وہ بالکل آج سے چار مہینے پہلے جو میٹنگ ہوئی تھی ابھی تک ویسے کا ویسا پڑا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے ایک date دی تھی کہ 31 مئی 2010ء جو کہ ابھی شروع ہو چکا ہے اُس میں تقریباً انہوں نے کہا تھا کہ اس ہم up link کر جائیں گے اور یہ سارا پورشن مکمل ہو جائے گا۔ لیکن وہ تو 2010ء کے شاید یہ 2011ء تک بھی مکمل نہ ہو سکے لیکن جو already ہمیں releases مل چکی ہیں گزارش یہ ہے اُن کے اندر تو ان کو کام کرنا چاہیے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اُن کو ہمیں یہاں پر وہ تحفظ نہیں دینا چاہیے اس میں صرف کنٹریکٹرز کا قصور نہیں ہے بلکہ اس میں نیشنل ہائی وے اتھارٹی برابر ملوث ہے وہ کام نہیں کرتی ہے وہ اس میں جان بوجھ کر delay کرتی ہے اک اس کے اندر کیا اُس کے مفادات ہیں؟ کیا اُس کے interest اُس کے اندر ہے؟ اس وجہ سے وہ delay کر رہی ہے۔ لہذا اگر وہ delay کرتی ہے ہمیں اُس کے اوپر بولنا چاہیے ہمیں اُس کی شکایت کرنی چاہیے اور ہمیں ہر بات وہاں تک پہنچانی چاہیے جہاں پر اس کا سد باب ہو سکے۔ Thank you! جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آغا صاحب!

آغا عرفان کریم: محترم! یہاں پر کچھ عرصے سے ہمارے بلوجستان میں سارے اخبارات میں ایک خاص طبقہ بلوجستان ایک مخلوط صوبہ ہے جناب! اس میں بلوج، پشتون، سپیلر اور ہزارہ ہم سب ہزاروں

سال سے رہ رہے ہیں گوکہ سینکڑو دو سو سال سے یہاں پر آباد ہیں ہزارہ بھی اسی طرح، لیکن بلوج اور پشتوں تو صدیوں سے۔ تو جناب! ایک طبقہ یہاں پر خصوصاً بلوج، پشتوں یہ مسئلہ پیدا کر رہا ہے جس سے ہمارے بلوج، ہمارے موبائل آج بھرے ہوئے ہیں ہمارے لئے messages آتے ہیں تو جناب! اس حوالے سے میں اس معزز ایوان کا آپ کے توسط سے جناب پسیکر! اس اہم ایشو کے اوپر میں یہ ضروری سمجھا کہ آج بات کروں جناب! یہ ہم نے کافی عرصے سے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی پسیکر: آغا عرفان صاحب! تحریک التوا پر اب بحث شروع ہے۔

آغا عرفان کریم: سر! پوائنٹ آف آرڈر پر ہے۔

جناب ڈپٹی پسیکر: جی۔

آغا عرفان کریم: جناب! آج کے اخبار میں بھی یعنی اس حد تک بات کی گئی ہے کہ بلوجستان میں یہ کہا گیا ہے کہ، اگر اجازت ہوتی میں وہ لائے پڑھ لو، کہ جو پشتوں ہیں تو بلوجستان جب بلوجستان کا نام لیا جاتا ہے تو اس میں وہ نام نہ لیا جائے۔ یعنی اس حد تک وہ نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ تو جناب! اسی طرح ہمارا جو آغازِ حقوق بلوجستان، پھر تو بلوج حق بجانب ہیں وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ جناب! اس کیلئے قربانی ہم دے رہے ہیں، ہم مر رہے ہیں، وہاں پر ہم نے برداشت کیا کہ یہ پورے بلوجستان کا ہے۔ لیکن اب ایسے چھوٹے چھوٹے مسئللوں پر۔ تو جناب! معزز ایوان کو اسکا نوٹ لینا چاہیے۔ یہاں پر بڑی بڑی پارٹیاں ہیں جمعیت ہے پیپلز پارٹی ہے مسلم لیگ ہے بی این پی (عوامی) ہے اس کا جواب دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی پسیکر: آغا عرفان صاحب!

آغا عرفان کریم: تاکہ اس مسئلے کو اور مزید اس میں، آج پشتو نخواہ کا صوبہ بھی موجود ہے۔ اگر ہمارے پشتوں بھائی، ہم تو سر! صدیوں سے اکھٹے ہیں ہمیں جدا کون کر سکتا ہے لیکن ایک طبقہ کوشش کر رہا ہے کہ ہم جدا ہو جائیں۔ لیکن یا اگر خوشی سے ہم سے جدا ہونا چاہتے ہیں کسی کو ہم روک نہیں سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی پسیکر: آغا! یہ نوٹ ہو گیا ہے یہ میں نے نوٹ کر لیا۔

آغا عرفان کریم: نوٹ کر لیا سر! شکریہ۔

جناب ڈپٹی پسیکر: ایک منٹ سردار اسلام صاحب!

سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر آپا شی و بر قیات): بہت مہربانی آج دو اہم ایشو ز پر بات ہوئی ایک ایشو اسد بلوج صاحب نے جو پراجیکٹ کا اٹھایا تھا یہ اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے۔ اور آپ کے علم میں ہے کہ

بلوچستان میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے واٹر بیبل روز بروز نیچے گر رہا ہے اور جتنی ضرورت اس سسٹم کی میرے خیال میں بلوچستان کو ہے شاید دوسرے صوبوں کو نہیں۔ اور یہ اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے اس کو بلاوجہ جو بلوچستان کو تقسیم کر کے پنجاب اور سندھ کو دیا جا رہا ہے ہم اس کی بالکل ندمت کرتے ہیں۔ اسد صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اُس کا اپنا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ مرکزی سطح پر اس مسئلے کو حل کریں۔ دوسرا، ہم ایشو ہماری بی بی صاحبہ نے اٹھایا ہے کہ ایف سی کی مختلف چیک پوشنیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی آغاز حقوق بلوچستان کے حوالے سے کہ جی چیک پوشنیں تمام لیکن افسوس کہ صرف اس علاقے بارکھان یا موئی خیل میں نہیں جیسے سرور بھائی نے بتایا تو یہ پورے بلوچستان میں ابھی تک قائم و دائم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید مرکزی حکومت یا بلوچستان کی حکومت جو فیصلہ کرتی ہے شاید ایسے ادارے پاکستان میں موجود ہیں وہ انکی بات نہیں مانتے انہوں نے اپنی ایک علیحدہ حکومت قائم کی ہے جس طرح پریم کورٹ نے، کل شاید آپ لوگوں نے ٹی وی میں دیکھا، انہوں نے کہا کہ بعض ایسی قوتوں ہیں جو پولیس کا کام کر رہی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ چیک پوشنیں ختم نہیں ہوئی یہ بلاوجہ انہوں نے لگائی ہیں لوگوں کو تنگ کرنے کیلئے عورتوں اور بچوں کو تنگ کرنے کیلئے، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس وقت اسلام آباد میں موجود ہیں، یہ مسئلہ اُدھر اٹھائیں تاکہ وہ آتے ہی ان چیک پوشنوں کو ختم کریں۔ تیرا جواہم ایشو جس کا ہمارے کسی دوست نے ذکر نہیں کیا آج آٹھ دن ہو گئے ہیں کہ ہماری ماں میں اور بھینیں کوئی میں بھوک ہڑتال پر بیٹھی ہوئی ہیں وہ missing persons کے حوالے سے دو مہینے ہو گئے مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جتنے بھی missing persons ہیں ہم اُن کو برآمد کر کے عدالتوں میں جیلوں میں بھیج دیں جن پر کیسز ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اُن کو رہا کریں۔ صرف بلوچستان والوں کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو منظر عام پر لے آئیں۔ اگر اُن پر کوئی ایسا کیس ہے اس کو عدالت میں چلا کیں جرم ثابت ہوا تو اُن کو جیل بھیج دیں پھانسی دے دیں۔ کم از کم اس عذاب سے جوان کی ماں میں اور بھینیں بھگلت رہے ہیں اس عذاب سے اُن کو نکالیں۔ میں سمجھتا ہوں اس ایوان کے دوست ہم یہاں موجود لوگ اگر ہم اس مسئلے کو نہیں اٹھائیں گے اس کو حل نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ غائب ہوں گے۔ آج وہ غائب ہیں کل ہم بھی غائب ہوں گے یہ اس وقت بلوچستان کا burning issue ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی

۔۔۔۔ جی آپ کی توجہ ہماری طرف ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سن رہا ہوں۔

وزیر آپاٹی و بر قیات: میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کے حوالے سے ہمارے سینئر منستر مولانا واسع صاحب موجود ہیں دوسرے ہمارے صادق بھائی موجود ہیں، میں کہتا ہوں اس حوالے سے ہمیں کوئی ایک متفقہ لائچہ عمل بنانا چاہئے ورنہ ایسی باتوں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ لوگ ادھر ہزاروں کے حساب سے، وفاقی وزیر داخلہ رجمن ملک صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں لست نہیں ملی ہے بلوجستان حکومت کہتی ہے کہ ہم نے یہ لست دی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے اتنے آدمی رہا کئے ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تک کوئی ایسا Known آدمی کیا missing persons میں سے برآمد ہوا ہے۔ اگر ڈیرہ گلی یا مری میں چار پانچ، چھ یا دس بیس آدمی پہاڑی چڑواہے رہا کئے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی Known آدمی کیوں برآمد نہیں ہوا ہے۔ خضدار جہاں سے میرا تعلق ہے وہاں دس آدمی missing ہیں روز ہمیں فون آتے ہیں منستر کے آتے ہیں کہ جی آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے لئے ہم سارے ساتھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جس پارٹی سے جس کا تعلق ہو ہمیں سرجوڑ کر اس مسئلے پر بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کرنا چاہئے اور ہمیں جا کر اسلام آباد میں بیٹھنا چاہئے۔ پر یہ ہمیں ہاؤس اور پارلیمنٹ کے سامنے بیٹھنا چاہئے۔ چاہے ہمیں اس حوالے سے بھوک ہڑتا ل کرنا پڑے اگر ہماری ماں میں بیٹھنیں یہاں بھوک ہڑتا ل پر بیٹھی ہوئی ہیں اگر ہم لوگ وہاں بھوک ہڑتا ل پر بیٹھیں تو اسکا اثر بھی ہوگا جب تک بلوجستان کا یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا آغاز حقوق بلوجستان یہ پیشج میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کسی کام کا نہیں ہے۔ تو میں اپنے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس اجلاس کے بعد ایک مینگ رکھیں مولانا واسع صاحب ہم سب بیٹھ کر ایک فیصلہ کریں اور سب اسلام آباد جا کر بیٹھ جائیں تاکہ بلوجستان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ جی جناب طارق مسوري صاحب!

جناب طارق حسین مسوري گلی: Thank you جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی توجہ ڈسٹرکٹ ڈیرہ گلی کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ چار ماہ ہو چکے ہیں کہ سی اینڈ ڈبلیو ہمکے سے کوئی XEN وہاں نہیں بھیجا گیا ہے۔ وہاں ملازموں کو چار ماہ سے تنخواہیں نہیں ملی ہیں وہ دربر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ہمیں رابطہ کر رہے ہیں لیکن میں خود بھی سی اینڈ ڈبلیو کے منستر صاحب کے پاس گیا ہوں

بھی میں نے کی ہے کہ چار ماہ سے نہ کوئی XEN بھیجا گیا ہے نہ کوئی SDO ہے۔ اور جتنے بھی فنڈز ہیں ترقیاتی کام وہ سارے رکے ہوئے ہیں۔ جتنے بھی فنڈز تھے میں نے خود بھی وہاں ایک روڈ کنسٹرکشن کے لئے دیا تھا ہمارے سارے ڈیولپمنٹ کے کام رکے ہوئے ہیں اس پر آپ کی توجہ کی ضرورت ہے اور حکام بالا سے بھی ہماری درخواست ہے کہ اس پر خاص توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاؤسے صاحب!

میر ظہور حسین خان ہاؤسے: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں جعفر خان صاحب کی حمایت کرتا ہوں۔ اور ہمارے صوبے میں کبھی کبھار اتنا بڑا پروجیکٹ آتا ہے جو پانچ چھارب روپے کا ہوتا ہے کہ کوئی پانچ چھارب روپے کا پروجیکٹ ہے تمام بلوچستان کے اتنے فارم ٹو مارکیٹ روڈ کے کام بند ہیں۔ جس طرح جعفر خان صاحب نے بتایا کھجور کچ اُس علاقے کا، اسی طرح حیدر دین، ڈیرہ اللہ یار روڈ 40 کلومیٹر اور پھر ڈیرہ اللہ یار اوستہ محمد فارم ٹو مارکیٹ روڈ 40 کلومیٹر، ایشین ڈیولپمنٹ بینک کی طرف سے پیسے ملے ہوئے ہیں۔ دوفہ extension ان کو دیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ اگلی دفعہ extension نہ دے اور ہو سکتا ہے ہمارے صوبے کے اوپر بوجھ پڑے۔ بہتر ہے کہ ان پر کام کرایا جائے اور ان پر عملدرآمد کرایا جائے۔ ایک ٹھیکیدار کو ہمارے علاقے میں فارم ٹو مارکیٹ کا revised بھی دیا گیا ہے لیکن اُسکے باوجود بھی اُس کا کام برائے نام ہے بہت ہی ست ہے۔ ایک ٹھیکیدار جو اس وقت فرنٹنیز پختونخوا کے منستر ہیں لیکن ان کا بھی کام برائے نام ہے۔ تو میں اس تحریک کی حمایت کرتا ہوں اور پانچ چھارب روپے کا جو پراجیکٹ ہے۔ دوسری بات مجھے موقع نہیں ملا اس وقت آپ نے موقع نہیں دیا میر اسد بلوچ نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے genuine پوائنٹ ہے۔ ہم صوبہ بلوچستان، تمام پاکستان کے اندر خشکاب علاقے ہیں واٹر بیبل نیچے چلا گیا ہے اور پہلے ہی سے پنجاب اور سندھ ہمارا پانی چوری کرتے ہیں تو پھر کیسے وہاں پر ہیڈ کوارٹر ہوں گے اور اور کیسے وہ ہمارے پروجیکٹ پر عملدرآمد کرائیں گے جو irrigation system-trickle irrigation کو ہم کیسے کہیں، ہم کہیں پر ڈیرہ غازی خان کے محتاج ہوں گے کہیں پر سکھر کے۔ دوسری بات جو سردار اسلام صاحب نے missing persons کی بتائی ہے، یہ ایک اہم ایشو ہے ان کو فوراً منظر عام لا جائے۔ اور ساتھ یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ نواب اکبر گلی شہید کے قاتل کو انٹرپول کے ذریعے باہر سے منتداہا جائے اور کورٹ کے سامنے اس کو پیش کیا جائے۔ اُنکے قاتل باہر دندناتے پھر رہا ہے اس کو گارڈ آف آز دیا گیا ہے اور میں گورنمنٹ سے اپیل کرتا ہوں صوبہ کے ذریعے

کہ ان کے قاتل کو جو باہر بیٹھا ہوا ہے انٹر پول کے ذریعے مغلوا کر کوڑ میں پیش کیا جائے۔

جناب! Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: مولا نا واسع صاحب!

میر اسد اللہ بلوج (وزیر زراعت): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسد بلوج صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! جو تحریک التوا جعفر خان صاحب لائے ہیں اس کی support میں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جناب! یہ پراجیکٹ جو وفاق کی جانب سے آتے ہیں، روڈ کی شکل میں ہوتے ہیں یا مختلف ڈیپارٹمنٹوں میں ایگر لیکھ کر حوالے سے۔ فارم ٹو مارکیٹ ایک اہم پراجیکٹ تھا مختلف حوالے سے مختلف ڈسٹرکٹوں میں وہ چل رہا تھا اس سلسلے میں انہوں نے بات کی۔ میں کوڑ کے حوالے سے جب یہ پورٹ announce کی گئی تو روڈ کے بغیر پورٹ کبھی کامیاب نہیں ہو گی جب اسکے لئے روڈ نہ ہوں۔ اس میں جو وفاقی گورنمنٹ کی جانب سے پی ایس ڈی پی بنایا گیا تھا اس میں جو نارگٹ دیا گیا تھا کہ 2009ء کے نومبر اور دسمبر میں یہ مکمل ہو گا لیکن اگر آپ اس فلور پر کسی بھی فلور پر کوئی کمیٹی بنائیں وہ دیکھ لے میرے خیال میں ابھی تک انہوں نے پینتیس پرسنٹ بھی کام نہیں کیا ہے چہ جائیکہ کہ وہ complete ہو جائے۔ اس سلسلے میں ٹھیکیدار صاحب کی کچھ کمزوریاں ہیں کہ ڈائیورشن نہیں ہے لوگوں کی گاڑیاں وہاں چل رہی ہیں وہ ہر وقت آتے ہیں بے چارے شکایت کرتے رہتے ہیں۔ جو bridge ہے وہ بھی نہیں بنایا گیا ہے کچھ کمزوریاں ٹھیکیدار کی ہیں اور وہاں سے ان کو پیسے ٹائم پر نہیں ملتے ہیں۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی فلور پر جہاں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں پورے بلوجستان کی نمائندگی کر رہے ہیں، اس میں قوت ہے اس میں طاقت ہے۔ اس طاقت کو آپ رونگ کے ذریعے اگر عوام کے لئے استعمال کریں۔ FWO اور NHA والوں کو بلائیں اور اس کنٹریکٹر کو بلائیں آپ ہی کے چیمبر میں تاکہ ساری چیزیں واضح ہو جائیں کہ یہ زیادتیاں کیوں ہو رہی ہیں؟ ٹائم پر کیوں ایسی چیزیں نہیں ہو رہی ہیں؟ سنئے میں یہ بھی آیا ہے کہ جو ہمارے روڈ کا سائز تھا اس کو بھی انہوں نے کم کیا ہے۔ اسکے ساتھ جو تحریک التوا سے کڑی نہیں ملتی ہے آپ کی اجازت سے جیسے اسلام بزنجو نے کہا۔ جناب سپیکر بلوجستان میں ہم زندگی اگر گزار رہے ہیں۔ اس ملک کے frame-work میں اگر ہم ہیں، اس کے آئین اور قانون کے تحت اگر اس ملک کو یہ چلا رہے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جس بندے پر کوئی بھی allegation ہے وہ

کورٹ میں F.I.R درج کرے، 24 گھنٹے کے اندر اندر جوڈیشل کے پاس اُن کو لے جانا ہے اور ریمانڈ لینا ہے تاکہ اُن کے رشتہ داروں کو بلوچستان کے عوام کو یہ پتہ چلے کہ اُن کا جرم کیا ہے۔ سپریم کورٹ کے جسٹس نے کل جو remarks دیے تھے کہ ایف سی والوں کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی کو گھر اور کہیں روڈ سے اٹھا کر غائب کریں۔ اب بھی جہاں تک رحمٰن ملک کا statement اسٹیٹمنٹ تھا اسکے بعد ثناء اپنے ساتھیوں کے ساتھ، غفار لانگو جو اپنی wife کے علاج کے لئے کراچی گئے ہوئے تھے، اُن کو وہاں سے اٹھا کر لے گئے ہیں، چاکر جو بی این پی (عوامی) سے اُن کا تعلق ہے یونیورسٹی کمپس سے اُن کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بندے، وہ طاقتیں، وہ کون ہیں جو یہ کہہ رہی ہیں اس سلسلے میں اس اسمبلی کے فلور میں میں بھی سمجھتا ہوں کہ جیسے کہ تحریک التوا پیش کی گئی ہے اس سلسلے میں ایک تحریک التوا، مولانا واسع صاحب پھر بات کریں گے اس کو end کریں گے اس پر بحث ہوئے ہو تاکہ ایک حل اس کا نکل جائے۔ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں آئے دن اسمبلی کا گھیراؤ ہو رہا ہے۔ تو اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہتر طریقے سے اپنی رونگ دے سکتے ہیں ایسے مسئللوں کو حل کریں گے۔

جناب پسیکر! Thank you

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرف): پرانٹ آف آرڈر جناب پسیکر!

جناب ڈپٹی پسیکر: جی شاہ صاحب!

وزیر صنعت و حرف: شکریہ جناب پسیکر صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس تحریک التوا پر مجھے بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب! میں جعفر خان مندوخیل صاحب کی اس تحریک التوا کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور جس شاہستہ انداز میں اور سینئر پارلیمنٹریں سے جو ہماری توقعات ہیں یا ہوئی چاہئیں تمام دوستوں سے جس انداز میں انہوں نے تمام حکومتوں کے دور کی اگر انکی اپنی حکومت بھی تھی یا اس وقت کی حکومتیں تھیں یا پچھلی حکومتیں، جس شاہستہ انداز میں انہوں نے ذکر کیا میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی مہذبانہ طریقہ تھا اور ہمیں بھی اسی طرح کا رو یہ اپنانا چاہئے۔ اور جناب والا! میں فشرستی اینڈ ڈبلیو کی بھی توجہ چاہوں گا کہ جو کچھ ہم ابھی عرض کریں گے وہ اپنے توسط سے کیونکہ محکمہ ان کا ہے اس لیوں پر ہماری باتیں مرکز تک پہنچائیں۔ جناب والا! ایک تو ہمیں شکایت یہ ہے کہ جتنی بھی اسکیمیں مرکزی پی ایس ڈی پی میں reflect ہوتی ہیں بروقت انکی ایلوکیشن نہیں ہوتی نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک اسکیم اگر ایک ارب روپے کی ہے اور ایک ارب روپے میں اس نے مکمل ہونی ہے وہ جا کر جناب! دس ارب پانچ ارب میں مکمل

ہوتی ہے اور وہ بھی ناقص صورت میں۔ تو جناب! گزارش ہے کہ مرکزی پلانگ کمیشن کو پابند کیا جائے کہ وہ بے شک اگر زیادہ اسکیمیں نہیں دیتا تو اسکیموں کی تعداد کم کر لے لیکن ان کو بروقت مکمل کرنے کے لئے وہ کوئی ایسا لائحہ عمل اپنائے جس سے وہ مکمل ہوں۔ اور جناب والا! اسد بلوج صاحب نے جن روڈوں کا ذکر کیا ان میں اپنے حلقات کے حوالے سے نہ سہی بلکہ میں مکران کے حوالے سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلی حکومت میں ہمیں مشکل سے کوٹل ہائی وے ملا تھا جس کی بدولت ہمارا روڈ نیٹ ورک وہ کراچی کے ساتھ ہو گیا تھا ہم کراچی کے ساتھ انک ہو گئے تھے۔ اور بہت بہترین روڈ بن گیا تھا کوٹل ہائی کی صورت میں جس میں گوادر کیچ اور یہ علاقے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ تو جناب والا! اب ہم نے کوششیں تو کیں کہ گوادر پورٹ کو آپریشن کیا جائے اور وہ آپریشن بھی شارٹ ہو گیا۔ لیکن اس کا جہاں فائدہ ہوا وہاں نقصانات بھی ہوئے نقصانات جناب! یہ ہوئے کہ ابھی تک وہاں پر بریفنگ کے مطابق جو گوادر میں ہمیں دی گئی کہ اسی ہزارٹن اس پورٹ سے مال یوریا، کھاد اور گندم کی شکل میں اُترتا ہے۔ تو یہ مال کوٹل ہائی سے ہو کر گزارا ہے۔ تو جناب والا! کوٹل ہائی وے کی حالت یہ ہے کہ رات کو اپسید میں گاڑی آپ نہیں لے جاسکتے ہیں اور دن میں بھی بڑے محتاج ہو کر جانا پڑتا ہے۔ روڈ جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ اب اسکیم گزارش یہ ہے کہ جب تک کوٹل ہائی وے کے ساتھ ساتھ جو ہوشاب والا روڈ ہے پنجور، بسمہ یہ مکمل نہیں تو سارا بوجھ کوٹل ہائی وے پر ہے اور وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔ تو NHA والوں سے گزارش ہے ایک تو انکی مرمت کا بندوبست کیا جائے اور ساتھ ساتھ اس روڈ کو مکمل کرنے کے لئے جہد و جهد کریں یا انکے فنڈ زوغیرہ ریلیز کریں۔ اور جناب والا! اسکے علاوہ ایک اہم شکایت جو ہمیں ہے مولانا صاحب بھی اسکی گواہی دیں گے کہ ہمارے یہاں PDWP میں جتنی اسکیمیں ہیں تمام محکموں کی پی ایڈڈی ڈیپارٹمنٹ ہوانڈسٹری ہوا یگریکچر ہو اریکیشن ہوسی ایڈڈ ڈبلیو ہو کوئی بھی محکمہ ہو یہاں پر اگر مرکز سے متعلق PDWP کی اسکیمیں ہم پاس کر کے وہاں بھیج دیتے ہیں وہاں جناب! چار چار مہینے میں سی ڈبلیو پی کی میٹنگ نہیں ہوتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسکیمیں approve نہیں ہوتی ہیں اور بعض اسکیمیں جن کی لاغت ایک ارب سے زیادہ ہے ان کو پھر ایک میں جانا ہوتا ہے۔ اب اگر ایک ارب سے کم لاغت کی ہے وہ سی ڈبلیو پی کے انتظار میں ہیں اور اگر ایک ارب سے زیادہ کی ہے تو وہ دو فورم کے انتظار میں ہیں ایک سی ڈی ڈبلیو پی اور اسکے بعد ایک۔ تو جناب والا! اس طرح سے اگر چالیس ارب روپے بلوجستان کے لئے مرکزی PSDP میں رکھے جاتے ہیں۔ لیکن مالی سال کے آخر میں آپ

دیکھیں کہ ان کا پچپاس فیصلہ بھی عملی طور بلوجستان نہیں آتا تو میں نے گودار میں وزیر اعظم صاحب کی موجودگی میں پلانگ کمیشن والوں سے گزارش کی تھی۔ ابھی میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ اسپیشلی بلوجستان کے لئے ایک سی ڈی ڈبلیو پی کی میٹنگ رکھیں۔ جس میں بلوجستان کے متعلق جتنے بھی سیکٹرز ہیں ان کے لئے میٹنگ بلاؤ میں اور ان کو پاس کر کے آگے بھیج دیں۔ سردار اسلام بزرخ صاحب موجود نہیں لیکن جناب! انہوں نے ایک اہم نکتے کی جانب اشارہ کیا جس کا ہمارے معاشرے سے تعلق ہے اور ہماری سیاست سے بھی۔ اور جو آج کل سیاسی اواز نہمنٹ ہے اس سے بھی اس کا تعلق ہے۔ missing persons کا جس طرح اسد صاحب نے کہا کہ ہمارے قانون میں لکھا ہوا ہے کہ کسی شخص کو بھی پولیس اٹھاتی ہے تو جو ڈیش ریمانڈ کیلئے محضریٹ کے سامنے 24 یا 48 گھنٹے کے اندر اندر مجھے صحیح علم نہیں یہ تو سیکرٹری قانون زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں۔ لیکن اس کا نام ہوتا ہے کہ اتنے گھنٹوں کے اندر اس کو محضریٹ کے سامنے لا کر پیش کرنا ہوتا ہے۔ اور محضریٹ سے اس کا ریمانڈ لینا ہوتا ہے۔ تو جناب والا! missing persons میں کیسے اگر ان پر کیسہر ہیں تو مہربانی کر کے ان کو محضریٹ کے سامنے پیش کیا جائے ان کا جو جرم ہے بتائیں کیسے چلا کیں ثابت ہوتا ہے سزادے نہیں تو کورٹ ان کو چھوڑ دے۔ لیکن جس انداز میں جناب والا! ان کو اٹھایا جاتا ہے اور جس انداز میں ان کو رکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے باعث شرم ہے کہ ہمارے ہی بھائی ہمارے گھروں کے پاس سے ایسے اٹھائے جاتے ہیں جس طرح انگوبراۓ تاوان۔ صرف فرق یہ ہے کہ وہاں سے لیٹر یا فون نہیں آتا کہ جی آپ اتنی رقم دیکھ اس کو لے جاسکتے ہیں۔ لیکن انداز اور یہ تمام چیزیں وہ انگوبراۓ تاوان والی ہیں۔ تو جناب والا! میں بھی گزارش کروں گا کہ آئین اور قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ان لوگوں کو کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب عبدالحق بشرط دوست (وزیر بلدیات): جناب پیکر! آپ اپنے ساتھیوں کو موقع دیں گے یا ہمیں موقع فراہم کریں گے؟

جناب ڈپٹی پیکر: بشرط دوست صاحب! میں سب کو موقع دوں گا۔ لہذا آپ بولیں۔

وزیر بلدیات: شکریہ جناب پیکر! میں تمام معزز ارکین کی توجہ اس اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس کا احسان شاہ نے ذکر کیا اور دوسرے دوستوں نے بھی۔ آپ کو معلوم ہے گزشتہ دونوں ژوب کے علاقے سے افغان اور نیٹو فورسز نے تین چرواہوں کو پاکستان کی سر زمین میں ایک میل کے اندر آ کر

وہاں سے اٹھایا اور بعد میں ان کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ لیکن آج تک حکومت پاکستان نے اس پر افغان گورنمنٹ سے احتجاج نہیں کیا۔ اگر ہم لوگ اس طرح مرتب رہے۔ ایک طرف ہم لوگوں پر ڈرون حملہ ہو رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ڈرون حملے نہ ہوں۔ لیکن دوسری جانب ہمارے لوگوں کو اٹھا کر مارے جا رہے ہیں۔ کیا اس سے ہماری آزادی سلب نہیں ہوگی؟ اس کے علاوہ آغا عرفان اٹھ کر کچھ بولے کہ یہاں پشتون اور بلوچ کی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم اس چیز پر یقین نہیں رکھتے اگر پشتون اور بلوچ نے ایک ساتھ نہیں رہنا ہے۔ تو پشتون اور بلوچ قوم نے فیصلہ کرنا ہے چند لوگوں نے فیصلہ نہیں کرنا ہے۔ بلکہ پشتون قوم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے بلوچوں کے ساتھ رہنا ہے یا نہیں اسی طرح بلوچ قوم نے فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے پشتوں کے ساتھ رہنا ہے یا نہیں ایک اخباری بیان سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہاں جو دوسرا اہم ایشو اگر بلوچ مرتب ہیں ہم لوگ کچھ نہیں کرتے۔ اور اگر پشتون مرتب ہیں تو وہ لوگ کچھ نہیں کرتے۔ ہم سڑکوں اور دوسری چیزوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن جہاں ہماری عزت کا سوال ہے ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے ہماری آزادی کا سوال ہے۔ جہاں ہم ظلم کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہاں ہم لوگ خاموش بیٹھیں ہوئے ہیں آخر کیوں؟ خاص کر صادق عمرانی صاحب سے کہوں گا کہ وہ رحمن ملک کو یہ پیغام پہنچا دیں۔ کہ آخر کیوں نیٹ اور افغان فورسز ہمارے علاقے میں داخل ہو کر ہمارے بے گناہ چرو ہوں کو شہید کر دیتی ہیں۔ جب وہاں فیگ میٹنگیں ہوتی ہیں وہاں ہمارے پاکستان کے نمائندے یہ آواز کیوں نہیں اٹھاتے کہ ہمارے بے گناہ لوگوں کو کیوں مارا جا رہا ہے۔ ان پرستم کیوں کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بشرط دوست صاحب! نوٹ ہو گیا۔

وزیر بلدیات: thank you بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب طارق حسین مسوري گٹھی: جناب سپیکر! میں نے محکمہ سی ائینڈ ڈبلیو سے متعلق عرض کیا تھا کہ وہاں ماہ اگست سے کوئی XEN اور SDO دونوں نہیں۔ مجھے عمرانی صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کو اپنے چیبر میں جواب دیں گے۔ جی مولوی سرور صاحب!
مولوی محمد سرور موئی خیل (وزیر محنت و افرادی وقت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں اپنی بات کرنے سے پہلے سیکرٹری اسمبلی کے نوٹس میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں۔ کہ پاکستان کا جو مقررہ ظائم ہے اس وقت

1:30 منٹ اور اسمبلی کی گھری میں اس وقت 11:30 خدا کے لئے آپ ملک کے ساتھ چلیں۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری: مولوی صاحب! آپ اُس گھری کی نائماں کو دیکھیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت: نہیں آپ کے سامنے جو گھری ہے آپ اس کو دیکھ لیں۔ سیکریٹری صاحب اگر اس کو نوٹ کر لیں کہ اسمبلی پاکستان سے پیچھے جا رہی ہے۔ جناب سیکریٹری! میں جعفرخان صاحب کی تحریک التوا کو ہر لحاظ سے سپورٹ کرتے ہوئے کچھ اضافہ کروں گا۔ کہ بلوجستان کی ایک معروف ترین شاہراہ نیشنل ہائی وے جو لورالائی ڈیرہ غازی خان کے نام سے ہے لیکن یہ انٹرنیشنل ہائی وے جس میں افغانستان اور ایران کے ساتھ آمد و رفت ہے وہ اسی شاہراہ سے ہے۔ جناب سیکریٹری! پیچھے آٹھ سال سے مختلف ٹھیکیداروں یا نیشنل ہائی وے والوں نے اس کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور آٹھ سال سے ہمارے اس صوبے کے عوام اور اس کے علاوہ دوسرے جو دوست اس شاہراہ پر سفر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہیں۔

آپ یقین کریں کہ بارش کے موسم میں ایک رات جب میں وہاں سے جا رہا تھا تو ایک چھوٹا سا پل نہ ہونے کی وجہ سے دونوں طرف تقریباً پانچ سو ٹک کھڑے تھے۔ ان ٹکوں میں ایسے بھی تھے جن کو صحمنڈی میں مال پہنچانا ہوتا تھا ان زمینداروں کا کتنا برا حال ہو گا۔ ہم نے اس مسئلے کو وزیر اعظم صاحب کے ساتھ اٹھایا پیچھے اسمبلی اجلاس میں بھی اس قسم کی ایک تحریک آئی تھی جس پر آپ نے باقاعدہ روئینگ دی اور نیشنل ہائی وے کے نمائندوں کو بلا یا۔ اس میں خود سردار اسلام بن بخش اور دوسرے دوست تھے۔ نیشنل ہائی وے کا نمائندہ ان سے مینگ ہوئی انہوں نے آپ سے وعدہ کیا کہ پندرہ دن کے اندر اندر اس روڈ کے بارے میں جو بھی تفصیل ہے وہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اب مجھے علم نہیں وہ تفصیل آئی ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت یہ طے ہوا کہ جب تفصیل آئے گی اس کے بعد دوبارہ بیٹھ کر اس پر مزید گفتگو ہو گی۔ اب اس پندرہ دن کو دو مہینے گز چکے ہیں۔ اب نیشنل ہائی وے والوں نے آپ کیا رپورٹ دی ہے۔ اس کے علاوہ جناب سیکریٹری! ایک اور نشست میں نیشنل ہائی وے بلوجستان کا جو نمائندہ تھا اس نے یہ بات تسلیم کی کہ اس شاہراہ پر جو کام ہوا ہے وہ 24% ہے لیکن ٹھیکیدار یا کمپنی کو 50% ادا دیگی ہوئی ہے۔ اب آپ اس سے اندازہ کریں۔ بعض پراجیکٹ میں یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ پیسہ نہیں ہے۔ یہاں تو کام 24% ادا دیگی 50% لے چکی ہے۔ اس سے پہلے بواثا کھجوری کے نام سے ایک روڈ کھجوری موئی خیل ضلع میں اور بواثا پنجاب بارڈر پر ایک جگہ کا نام ہے۔ اس روڈ کے ایک پورشن کو ایک فوجی کمپنی NLC نے بنایا تھا۔ وہ روڈ بیٹھ گیا اور میں نے وزیر اعظم صاحب کے نوٹس میں لایا۔ اور وزیر اعظم صاحب نے اس

کی انکوائری کرائی۔ نیشنل ہائی وے کے چیئرمین اور سیکرٹری یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی سال ڈیڑھ کے اندر یہ روڈ بیٹھ گیا تھا NLC سے مینگ ہوئی انہوں نے کہاں کہ ہم دوبارہ اس کو تعمیر کریں گے۔ لیکن اب تک کوئی تعمیر نہیں ہوئی۔ اور دوسرا پورشن کھجوری سے زمازہ، جو مختصر کے ساتھ ایک جگہ ہے وہ FWO والوں کو دیا ہے۔ اور انہوں نے وہاں سے لیکر یہاں تک سارا روڈ توڑ دیا ہے۔ صرف وہ جو پیسوں والا کام ہے جس کو عام الفاظ میں مٹی والا کام کہتے ہیں۔ وہ مٹی ڈال کر پیسے 5 فیصد لیکر اور کام 24 فیصد بھی نہیں ہوا ہے۔ ایک تماشے کی بات اور ہے آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ مختصر پورشن میں مختصر بازار سے سیکھنے تک دس پندرہ کلو میٹر کی ایک جگہ ہے وہ انہوں نے بلیک ٹاپ کر لیا ہے۔ اور بلیک ٹاپ کرنے کے بعد جب اس پر انہوں نے ٹریک چھوڑ دی تو کوئی ایک مہینے کے بعد اس پر پھر سے کھڑے پڑنے لگے۔ اب پھر سے انہوں نے ٹریک روکا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ میری آمد رفت کا راستہ ہے۔ اس لئے مجھے اس کے ہر پورشن کا اور ہر چیز کا پتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ہر نائی روڈ ہے اُس کو بھی میرے خیال میں صحیح شاید میں نہیں باتا سکوں لیکن بہر حال اُس کو بھی کوئی پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ ہو رہا ہے کام شروع کیا ہوا ہے۔ اور وہاں حالت یہ ہے جناب سپیکر! کہ اگر کوئی رات کو اس روڈ پر سفر کرے تو راستہ بھول جاتا ہے۔ وہ ہر نائی کی بجائے زیارت یا زیارت کی بجائے کچھ وہ کہیں اور پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح انہوں نے اس میں توڑ پھوڑ کی ہے۔ یہی حالت میر علی خیل روڈ کی جس کا جعفر خان صاحب نے ذکر کیا۔ اس میں میں اپنا واقعہ بتاتا ہوں۔ ہم رات کو اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے کہ راستہ بھول گئے کوئی گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد ہم ٹوڈ بپنچھے اور ہم جیران ہوئے کہ میر علی خیل میں اتنی بجلی کہاں سے آئی۔ لیکن جاتے جاتے ہم صحیح ٹوڈ میں داخل ہو گئے۔ اس پورے روڈ کی انہوں نے ایک عجیب حالت بنائی ہے۔ لوگ رات کو اس پر سفر نہیں کر سکتے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اب پتہ نہیں یہ صوبہ اور اس کے عوام اتنے لاوارث کیوں ہے؟ کہ جو چاہے اس کے ساتھ زیادتیاں اور بدمعاشیاں کرتی رہے۔ جناب سپیکر! ایک چیز میں اپنے ضلع کے حوالے سے بتاؤ گا کہ صوبائی گورنمنٹ نے کنٹری سے موئی خیل تک فارم ٹو مارکیٹ کے نام سے ایک روڈ بنایا تھا اُس کے جناب! تین پورشنز تھے۔ ان میں سے ایک پورشن صحیح ہے باقی دو پورشن ایک سال کے اندر اندر ٹوٹ گئے۔ میں اُس ٹھیکیدار کو داد دوں گا سعید صاحب وہ جعفر خان صاحب کا کزن ہیں۔ اس وقت سے جناب سپیکر! میں سیکرٹری بی اینڈ آر کے پاس آ جا رہا ہوں کہ جناب اس کا کیا قانون ہے؟ وہ کہتے کہ اگر سال کے اندر روڈ ٹوٹ گیا تو وہ ٹھیکیدار دوبارہ پابند

ہے اس کو دوبارہ بنائے۔ اسکا پیسہ ہمارے پاس پڑا ہوا ہے لیکن اب تک کچھ نہیں ہوا اور وہ مزید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اس وقت اس کی حالت یہ ہے اگر آپ اس پر سفر کریں آپ کو یقین نہیں آیا گا کہ یہ روڈ سال دو سال پہلے بنائے ہے۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت بڑی خوشخبری کی بات کہنے والا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک پریشانی کی بھی۔ محترم وزیر اعظم صاحب کو اپنی جانب سے اور موئی خیل کے عوام کی جانب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس صوبے کو ایک نیا نیشنل ہائی وے دے دیا ہے۔ جو لوار الائی سے براستہ مرغ کبزی موسیٰ خیل، درگ اور تونسہ تک بننے گا۔ اس میں جناب سپیکر! PC بن کر پلانگ ڈویژن میں جا چکا ہے۔ جس طرح شاہ صاحب نے فرمایا کہ CWP کی میئنگ نہیں ہو رہی ہے۔ اور جناب والا! اس PC کو میں نے خود جمع کروایا ہے چار مہینے سے وہاں پڑا ہوا ہے۔ ساڑھے سات ارب کا پراجیکٹ ہے۔ وہ یقیناً بعد میں پھر ایکن میں بھی جائے گا۔ اب اگر چھ مہینے گزر جکے ہیں اور CWP کی میئنگ نہیں ہوئی ہے اسکے بعد وہ ایکن میں جائے گا۔ تو جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ یہ سال تو مکمل گزر گیا اور ہم صرف باتیں ہی کرتے رہیں گے۔ کہ اتنا بڑا پراجیکٹ منظور ہوا ہے۔ اور اس پراجیکٹ میں خصوصی طور پر وزیر اعظم صاحب نے دلچسپی لی ہے جس کے لئے پورے موئی خیل کے عوام ان کو دعا کیں دینے کے اتنی بڑی انہوں مہربانی کی۔ لیکن نیچے حالت یہ ہے کہ چار مہینوں سے PC پڑا ہوا ہے۔ جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں مولانا واسع صاحب کو بھی خصوصی طور پر گزارش کروں گا۔ اگر وہ اس بارے میں پلانگ ڈویژن سے بات کریں کہ خدا کے لئے اگر CWP کی میئنگ سردار صاحب نہیں کرو سکتے وہاں بھی ایک سردار ہے۔ اب یہاں بھی ہمارے سردار صاحبان ہیں جنہوں نے ہمیں غرق کیا ہے۔ براہ مہربانی خصوصی طور پر بلوجستان کی جو بھی اسکیمات ہیں CWP کی میئنگ کروائیں۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ نوٹ ہو گیا۔ جی مولانا واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): شکریہ جناب سپیکر صاحب! جہاں تک جعفر خان مندوخیل صاحب کی تحریک التوا کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کے ان سخت ترین مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ روڈ جیسی نعمت اگر کسی علاقے تک نہ پہنچے تو وہ علاقہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا نہ وہاں سکول جا سکتا ہے نہ وہاں ہسپتال جا سکتا ہے نہ وہاں زراعت ہو سکتی ہے۔ کوئی بھی علاقہ اگر تعلیم، ہمیلتھ، ایلگیشن اور اگر لیکچرل کے میدان میں ترقی کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے ان کے لئے روڈ ضروری ہے۔ تو جناب سپیکر! دو قسم کی

باتیں کیونکہ سارے دوستوں نے مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ وقت کے روڈ جس کی جعفر خان صاحب نے نشاندہی کی ایک وہ ہے جو صوبائی گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے دوسرا نیشنل ہائی وے سے جناب پسیکر! نیشنل ہائی وے کے حوالے سے میرے خلاصے کے طور پر مختصر آغاز ارش یہ ہے کہ یہ اسمبلی متفقہ ایک قرارداد پاس کر لے کہ جب تک نیشنل ہائی وے کا یہ چیئر مین بیٹھا ہوا ہے اس وقت تک بلوجستان کے روڈ زرتوں نہیں کر سکتے بلکہ نہیں بن سکتے۔ جناب پسیکر! آپ کو معلوم ہے کہ رزوڈ یرو ہوشاب یہ روڈ جو پاکستان میں ہم ایک پورٹ بنانا چاہتا ہے اور ہم یہی کہتے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل گوارڈ پورٹ سے وابسطہ ہے بلوجستان سے وابسطہ ہے لیکن ان کاموں کو ادھورا چھوڑ کے جب تک بلوجستان کو پنجاب سے نہ ملاتے تو اس وقت تک کوئی پرائیویٹ جہاز وہاں نہیں آئے گا وہاں تجارت کا سامان نہیں لائے گا تو کب تک ہماری گورنمنٹ کو وہاں تسلی دیتے رہنگے اور وہ سبیڈی کی بنیاد پر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ گوارڈر ترقی کر لے یا گوارڈ پاکستان کا مستقبل بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنا مستقبل بھی نہیں بنا سکتا بلوجستان کا کیا مستقبل بنائے گا۔ تو جناب پسیکر! اگر اس فورم پر اور اس معزز ایوان میں ہم یہ بات کر لیں کہ اس جمہوری حکومت بلکہ ہم نے وزیر اعظم صاحب کو اور صدر صاحب کو کہہ دیا ہے کہ شاہد ایک دن بلوجستان کے لوگ اس پر مجبور ہو جائیں گے اس کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ڈکٹیٹرنے، جوئی چیز تھی اور انہوں نے جو ڈولپیمنٹ کی تھی وہ وہاں رک گئی اور اس سے جمہوری حکومت کی بدنامی بھی ہو گی اور اس بدنامی میں چیئر مین نیشنل ہائی وے سرفہرست ہے یہ جھوٹ بولتا ہے غلط باتیں کرتا ہے غلط وعدے کرتا ہے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب کی سربراہی میں جناب پسیکر! تقریباً چھ سات میٹنگیں پلانگ کمیشن کے دفتر میں این ایج اے والوں سے کی ہیں اور وہ صرف وعدے کرتے ہیں اس کام کو آگے بڑھنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے ہیں اور وہ خواہ نواہ کہتے ہیں کہ ہمیں فنڈر ریلیز نہیں ہوتے ہیں جناب! اگر کوئی بھی محکمہ کا سربراہ اس میں دچپی نہ لیتا ہو تو فنڈر خود بخود release نہیں ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بلوجستان کے روڈوں کے معاملے میں جناب پسیکر صاحب! جس روڈ کا ذکر جعفر خان صاحب نے کیا یعنی قلعہ سیف اللہ ژوب روڈ اس کی کہانی آپ کو معلوم ہے آپ خود اس میں آپ کا کردار بھی شامل رہا ہے کہ جناب پسیکر! حسین کمپنی جیسی بدنام کمپنی کو انہوں نے دیدیا لیکن ہم سب بلوجستانیوں نے ایوان کے سب نمائندگان نے چیف منسٹر کی قیادت میں ہم وہاں گئے کہ اس بدجنت نے تو ہمارے بلوجستان کے سارے روڈوں کو تباہ کر دیا ہے اس لئے ہم ان کو یہاں آنے نہیں دینگے۔ تو جناب پسیکر! وہ تو چلا جائیگا یا بلیک لسٹ ہو گا یا کیا

ہو گا وہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے میرے خیال میں وہ زیادہ طاقتور ہے تو اس کے بعد دوسرے نمبر پر کوئی بھی ٹھیکیدار ہو، ہم نے ان سے یہی بات کی کہ بلوچستان کے جو ٹھیکیدار ہیں بلوچستان کی جو کمپنیاں ہیں وہ یہ کام کر سکتی ہیں لیکن FWO, NLC اور حسنین وغیرہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ان کی کوئی ہمدردی نہیں ہے کیونکہ FWO فوجوں کی کمپنی ہے۔ میرے خیال میں اگر یاد ہو تو ہمارے ساتھ جس میٹنگ میں ہمارے دوست یونس ملازی صاحب اور دوسرے ساتھی وہاں موجود تھے میں نے ان کو کہہ دیا کہ یہ فوجی ہو یا جو بھی ہو آپ لوگوں نے اب تک کوئی انکواری کی ہے اگر فوجی بھی اس قسم کا کام کرتے ہیں تو کیا ہم اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ ہمارے روڑ کے بارے میں آپ تو کمپنی ہیں سرحدات کا تحفظ اپنی جگہ لیکن آپ اگر ہمارے روڑوں پر اتنے ناقص کام کرتے ہیں تو ہم آپ کی جواب طلبی کر سکتے ہیں اور چیزِ میں کو میں نے کہہ دیا، انہوں نے کہا نہیں یہ تو بہت صاف لوگ ہیں کون کہتا ہے کہ فوج والے FWO وہ پیسے مجھے دیتے ہیں یا اس کو لین دین پر بناتے ہیں لیکن جب ہم کرے میں گئے تو میں نے کہا کہ خدارا آپ نے جو قسم کھائی اور طلاق کہہ دیا کہ یہ اچھے اور صاف لوگ ہیں آپ کی یہ بات دل سے تھی تو انہوں نے کہا کہ کیا کریں فوجی لوگ ہمیں یہاں نہیں چھوڑتے ہیں ورنہ یہ کدھر کے لوگ ہیں یہ تو بہت گرے ہوئے لوگ ہیں تو اب اس چیزِ میں صاحب سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس معزز ایوان سے سب سے پہلے یہ مطالبة کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم پلانگ میشن والوں سے سردار آصف احمد علی صاحب جوان کا کردار ہے وہ بھی میرے خیال میں قابل غور ہے اور ہم مرکزی حکومت سے اسی طرح اتفاق اور اتحاد سے جیسے کہ این الیف سی ایوان روڈ حاصل کرنے کے لئے ہم نے مسلسل جدوجہد اور تفاق کا مظاہرہ کیا اور انشاء اللہ العزیز اگر ہمارے اس معزز ایوان کا اسی طرح اتفاق اور اتحاد بلوچستان کے مسائل کے حوالے سے ہوا تو انشاء اللہ العزیز ایک دن ہو گا کہ ہم این اتفاق اے کے چیزِ میں سے اپنے روڑوں کو اچھا بناؤ سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارا اتفاق ہو۔ اب ہم اس معزز ایوان اور آپ کے توسط سے ہم بلوچستان حکومت بار بار چیف منستر صاحب کی سربراہی میں میٹنگیں تو کرتے رہے لیکن آخر میں میں چیف منستر صاحب کو کہہ دیا کہ آئندہ اس سے کوئی میٹنگ نہیں کرنی ہے آئندہ ہم اس کو اپنے طور پر حاصل کریں گے اور ان سے کوئی توقع نہیں ہے ہماری قدر کرنے کی کہ وہ ہماری قدر کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب پیکر! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے سی اینڈ ڈبلیو ڈپارٹمنٹ جو فارم ٹو مارکیٹ روڈ بنارہا ہے تو جناب پیکر! اس معاملے میں ہم سے بھی کوتا ہی ہوئی ہے وہاں جو ہمارے

پراجیکٹ ڈائریکٹر یا جو بھی ہے کیونکہ انہوں نے حسین کمپنی کو ساری payment کر دی۔ وہ ان کو حلوہ یا مکھن کہتے ہیں یا جو چیز، مٹی وغیرہ اکھٹا کر کے ٹھیکیداروں کی زبان میں اس قسم کی چیز، تو اب ان کی ادائیگی اور ان کو اتنے کلکٹرے کٹائی وغیرہ کر کے انہوں نے حاصل کر لی اور جب کام کرنے کی نوبت آئی، بلیک ٹاپ کرنے کی نوبت آئی اور روڑ بنانے کی نوبت آئی انہوں نے ساری payment جس پر اٹھایا تھا اچھے rate والے انہوں نے لے لئے اور وہ چلا گیا یہ وہی حسین کمپنی ہے۔ لیکن جناب پسیکر! ایک مشکل ہمارے لئے بھی ہے اب ان کو گرفت میں لانے کے لئے ہمارا یہ فنڈ سب دوستوں کو معلوم ہے کہ ایشین ڈولپمنٹ بینک سے ہے اس کے حوالے سے میر علی خیل روڈ ہے یا صحبت پور روڈ ہے یا کچھ ہر نائی روڈ ہے یا کوئی دوسرا روڈ اس حوالے سے ہو تو ہم نے اس پر کافی غور خوض کیا دو تین میٹنگیں کیں کہ اب اس کو بلیک لست کرنا ہے لیکن عدالتوں کا ایک چکر ہے اب عدالتوں میں اگر یہ لوگ جائیں گے تو ایشین بینک نے تو ہمارے لئے ایک ٹائم رکھا ہوا تھا کہ ہم اتنے ٹائم تک آپ کو، تو ہم نے پہلے کوشش یہ کی جناب پسیکر! دو تین میٹنگیں ہمارے وہاں حانہ ربانی کو جو ایشین بینک کو ڈیل کر رہے ہیں ان سے ہوئیں کہ آپ ایشین بینک والوں کو کہہ دیں کہ ہمیں ٹائم دیدیا جائے extension بھی دے دی جائے تاکہ ان کو بلیک لست کرنے کے لئے ہمیں موقع مل جائے ان کو ہاتھ سے پکڑنے کے لئے بھی اور ہماری اسکیم جاری بھی رہے۔ تو جناب پسیکر! یہ بھی ہمارے سر پر ایک تلوار تھی مشکل بھی تھی اور ہماری کمزوری بھی۔ میں اس فلور پر تعلیم کرتا ہوں کیونکہ اگر ہم وفاقی گورنمنٹ کی کمزوریوں کو سمجھتے ہیں ان کو ایک ایک کر کے گنتے ہیں اور اپنی کمزوری کو، اُدھر کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا ہے۔ بہر حال صوبائی حکومت کی بھی اس میں کمزوری ہے اور اس کمزوری کو ماننا پڑے گا۔ آئندہ کے لئے اس ایوان کا مقصد یہ ہے کہ ان کو درست کرنے کے لئے آج سے میں سی اینڈ ڈبلیو کے منظر سے بھی اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کا منظر میں خود ہوں ہم اس کا کوئی طریقہ نکال لیتے ہیں جس طرح بھی ہو ویسے بھی ہمیں ایشین بینک ٹائم نہیں دیتا ہے تو ایک ٹھیکیدار کو پکڑنے کے لئے کم از کم ہم کوئی رول ادا کریں اگر ہمارے روڈ نہ بن سکے تو نہ بنے۔ تو جناب پسیکر صاحب! دوسری بات جو میرے دوست احسان شاہ صاحب نے کی دوسری مشکل ہمارے لئے یہ ہے میں سمجھتا ہوں پلانگ کمیشن کا جو ڈپٹی چیئرمین اس سے پہلے اکرم شیخ تھا وہ پندرہ دن کے اندر اجلاس کرتا رہا لیکن اب جو موجودہ ڈپٹی چیئرمین ہے جو چھ چھ مہینے تک نہیں کرتا ہے جناب پسیکر صاحب! جب چھ چھ مہینے تک ڈبلیو پی کی میٹنگ نہ ہو تو اس ملک میں ڈولپمنٹ کس طرح ہو سکتی ہے پتہ نہیں وہ

کس منصوبے کے تحت ان کو ڈیلے کرتا رہا کیا مسئلہ تھا۔ تو اس دفعہ جب وزیر اعظم صاحب آئے تھے اور ہمارے نشتر صاحبان وہاں موجود تھے ہم نے بے یک آواز یہی مطالبہ کیا تھا کہ ہمارا یہ مسئلہ ہے اور ہمارے جتنے بھی پرانگیں ہیں وفاتی پی ایس ڈی پی میں ان کا سی ڈیلیو پی نہیں ہو رہا ہے خدارا ہمارے بلوچستان کے لئے ایک مخصوص میٹنگ رکھیں۔ تو انہوں نے وزیر اعظم صاحب کے سامنے وعدہ تو کیا وزیر اعظم صاحب نے ہدایت جاری کر دی اب اللہ کرے۔ اور ادھر انہوں نے کہا کہ ہم بلوچستان آئینے پوری ٹیم آئے گی اور سارے بلوچستان کی اسکیمات کو یہاں approved کر کے پھر جائیگی۔ لیکن انہوں نے وعدہ تو کیا اب اس وعدے کو بخانے کے لئے چیف نشتر صاحب وہاں اسلام آباد میں ہیں اور ہم ان کو کہہ دیں گے کہ ان کو دوبارہ یاد دلا دیں تاکہ وہ وعدہ بھول نہ جائیں۔ جناب سپیکر صاحب! ایک بات سردار اسلام صاحب نے لاپتہ افراد کے بارے میں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آغاز حقوق بلوچستان پیکج ہم نے اور ہمارے بلوچستان کے لوگوں نے تو تسلیم نہیں کیا ہے کیونکہ یہ ہمارے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ البتہ اس میں کچھ اس طرح کی چیزیں ہیں جن سے ہماری مشکلات کچھ کم ہو جاتی ہیں اگر اس پر عملدرآمد ہو جائے۔ جیسے ملازمتوں کا مسئلہ لاپتہ افراد کی بازیابی کا معاملہ دوسرے اس قسم کے پوائنٹس ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو monitor کرنے کے لئے چیف نشتر صاحب کے مشورے سے اور اس معزز ایوان کی مشاورت سے ہم ایک کمیٹی بنائیں۔ آغاز حقوق بلوچستان جب ایک کتابچہ چھپ گیا ہے ابھی اس پر عملدرآمد کس حد تک ہوتا ہے جب تک جناب سپیکر صاحب! لاپتہ افراد کی بازیابی نہ ہو جناب سپیکر! ہمارے دفتروں میں لوگ آ کر کہتے ہیں کہ آپ آئی ایس آئی والوں کو فون کریں کہ میرا بچہ دو سال سے لاپتہ ہے آپ ایم آئی والوں کو فون کریں میرا بچہ تین سال سے لاپتہ ہے پھر ہم ان کو فون کرتے ہیں کہ خدارا اپنے عقوبات خانوں میں چیک تو کر لیں۔ تو وہاں سے جواب ملتا ہے کہ یہاں پر نہیں لایا گیا ہے لیکن آئین پاکستان کے حوالے سے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کوئی شہری کو اٹھا کے چھ گھنٹے جس بے جا میں رکھیں۔ لیکن جناب سپیکر! اب حقوق بلوچستان کے حوالے سے تو انہوں نے سیاسی کیونکہ بلوچستان کے مسائل جیسے ہم کہتے ہیں کہ سیاسی ہیں معاشرتی مسئلہ ہے اور اقتصادی مسئلہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارا سیاسی مسئلہ حل نہ ہوگا اس وقت تک ہم جتنے بھی اقتصادی معاملات کو آگے بڑھا دیں لیکن وہ ہمارے لئے نیک نامی کا سبب نہیں بن سکتے جب لوگ دل سے قول نہ کر لیں۔ تو سمجھتا ہوں کہ ہم آغاز حقوق بلوچستان کے حوالے سے ایک document کے حوالے سے پارلیمنٹ سے پاس جو پارلیمنٹ

نے پاس کیے ہیں اُس حوالے سے حکومت پاکستان وزرات داخلہ سے پھر دوبارہ اس ایوان کے توسط سے ہم یاد دہانی کرتے ہیں اور ان کو بھی کہتے ہیں کہ خدارا اس پر عمل درآمد شروع کریں۔ تاکہ ہماری دوسری چیزیں جیسے این ایف سی پر کتنا بڑا کارنامہ ہے اور دوسرا جو ہمارا over draft ختم کر دیا ہے۔ حکومت کے اچھے کارنامے اس وقت تک نمایاں نہیں ہو سکتے جب تک عوام یہ دل سے تسلیم نہ کریں اور عوام کا یہ مسئلہ حل نہ ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا پوائنٹ ہے اور یہ مرکزی حکومت کو ہم یاد دلائیں گے۔ تو جناب سپیکر! ایک مسئلہ جس کا عبدالحکیم صاحب نے ذکر کیا۔ افسوس اس بات پر ہے جناب سپیکر! اگر امریکہ ہمارے اوپر ڈرون حملہ کرتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم بے بس ہیں۔ چلو امریکہ کے جہاز بہت اوپر آتے ہیں اور ہمارے جہاز اتنی صلاحیت نہیں رکھتے لیکن کرزی کے جو (تو پکی) لوگ ہیں اب وہ وہاں سے آ کر ہماری سر زمین کے اندر ہمارے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ ان کا مقابلہ کریں۔ تو جناب سپیکر! یعنی ہم اتنی طوطا چشم ہو گئے کہ ہم اپنے حوالے سے کوئی بھی کرزی قتل کر دیں کوئی بھی امریکی قتل کر دیں تو اس کی کوئی باز پرس نہیں۔ تو ہمارا وزارت خارجہ حکومت افغانستان سے جواب طلبی کر لے کہ یہ چار بندے جو چڑا ہے تھے بے چارے اپنے مال مویشی چڑا رہے تھے آپ نے ان کو کیوں قتل کر دیا ہے آپ کو کیا حق حاصل ہے۔ تو جناب سپیکر! وزرات خارجہ سے ہم اس ایوان کے توسط سے یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ ان چار بندوں کے قتل پر ان کی جواب طلبی کرے مرکزی گورنمنٹ سے وہ ان کو کہہ دے کہ آپ کو کیا حق حاصل کر آپ نے ہمارے بندوں کی قتل کر دیا ہے کس بنیاد پر یہ بھی دہشت گرد تھے جو مال مویشی چڑا رہے تھے۔ تو جناب سپیکر! ایک بات میرے دوست نے کی میں بہت مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ خدارا اس بلوجستان کی سر زمین پر ایسی باتیں نہ کریں کہ کوئی وہاں سے اخبار اٹھا کے پھر ایک ٹیکنیکل انداز میں کہ اگر کوئی مجھ سے علیحدا ہونا چاہتا ہے اور کوئی نکالنا چاہتا ہے میری یہ سر زمین ہے گواہ سے لے کر ٹوپ تک یہ سر زمین میرا گھر ہے نہ کوئی مجھے نکال سکتا ہے نہ میں کسی کے کہنے پر نکلوں گا یہ میرا گھر ہے اس گھر میں ہم رینگے۔ جناب سپیکر صاحب! اس قسم کی باتیں اس معزز ایوان میں کرنا ایک طرف ملک ویسے آگ میں جل رہا ہے دوسری طرف اس قسم کی باتیں معزز ایوان میں کرنا میں گزارش کرتا ہوں کہ آئندہ اس قسم کی باتیں نہ کریں۔ تو جناب سپیکر ایک دفعہ پھر میں جعفر خان صاحب کی اس ثابت قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اس کو منظور کیجائے اور اس پر پیش رفت بھی ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حکومت اور سینئر منشہ کی یقین دہانی پر لہذا اس تحریک کو منٹھایا جاتا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہو گیا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اس تحریک کے حوالے سے بات کروں گا۔ مولانا واسع صاحب! اس کو

قرارداد میں convert کر کے۔ قرارداد کی شکل میں منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد لائیں بحث ہو گی قرارداد لاائیں۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! تمام ارکان کے مشورے سے اگر سارے اس پر متفق ہیں کہ ہم اس

تحریک التوا کو قرارداد میں تبدیل کرتے ہیں تو کر دیں۔

جناب سلیم احمد کھوسمہ (وزیر زکوٰۃ، عشر، حج و اوقاف): جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کھوسمہ صاحب! آپ بولیں۔

وزیر زکوٰۃ، عشر، حج و اوقاف: جناب سپیکر صاحب! جعفر مندوخیل صاحب جو تحریک التوا لائے ہیں بہت

اہم نوعیت کی تحریک ہے۔ تو یہ پہلے بھی ظہور حسین کھوسمہ صاحب نے پیش کی ہے صادق صاحب

وزیر مواصلات نے پہلے بھی یقین دہانی کرائی تھی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ روڈوں کے حالات آج بھی اُسی

طرح ہیں جو آج سے دو تین مہینے پہلے یا جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اس میں صرف میری ایک

چھوٹی سی تجویز ہے آپ اپنی طرف سے یہ روشنگ دیدیں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب سپیکر! کورم ٹوٹ گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نشاندہی کریں۔ چونکہ کورم ٹوٹ گیا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 9 جنوری

2010ء بروز ہفتہ بوقت گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتونی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 1 بجکر 52 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)